

Vol. I
No. 11



Friday
13th March, 1953.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

	PAGES
Starred Questions and Answers	679—690
Unstarred Questions and Answers	690—704
Legislative Business	704—
General Budget—Demands for Grants	704—764

Price: Eight Annas.

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Friday, 13th March, 1953.

The Assembly met at Half past Eight of the Clock.

[Mr. Speaker in the Chair]

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Speaker: We shall take up questions. Shrimati Sangam Laxmi Bai.

RETRENCHED PERSONNEL

*84 (43) Shrimati Sangam Laxmi Bai (Banswada): Will the hon. Chief Minister be pleased to state:

(a) Whether it is a fact that many Government servants are thrown out of employment on account of retrenchment in various departments?

(b) If so, what are the proposals before the Government to absorb the retrenched personnel?

چیف منسٹر (شری بی۔ رام کشن راؤ)۔ یہ صحیح نہیں کہ ریٹرنچمنٹ کی وجہ سے بہت سے گورنمنٹ سروسز سے ہٹا دیے گئے ہیں۔ کچھ گورنمنٹس سروسز سے ہٹا دیے گئے ہیں اور سیالٹی ڈپارٹمنٹ میں اسٹیبلیشمنٹ (Establishment) میں کمی کی جائے گی اس میں شک نہیں کہ ان کا ریٹرنچمنٹ (Retrenchment) ہوگا اور کچھ لوگ سرپلس (Surplus) ہو جائیں گے۔ لیکن حکومت نے یہ احکام دیے ہیں کہ جیسے جیسے دوسرے ڈپارٹمنٹس میں جگہ خالی ہوتی جائے ان ریٹرنچڈ (Retrenched) لوگوں کو بھرتی کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایسے آرڈرس بھی دیے گئے ہیں کہ جب تک ان لوگوں کا ایساریشن (Absorption) نہ ہو نیا ریکروٹمنٹ (Recruitment) نہ کیا جائے۔ دو تہائی ویکسیز (Vacancies) ان کے لئے ریزرو (Reserve) کر دی گئی ہیں۔

شری بی۔ سنگم لکشمی بائی۔ آج کل ہزاروں طلباء ڈگریز (Degrees) حاصل کر رہے ہیں۔ جب آپ صرف ریٹرنچڈ لوگوں کا یہی ایساریشن کریں گے تو پھر ان نئے گرانجویٹیشنز کا کیا حال ہوگا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ یہ توجنرل ان امپلائمنٹ (General Unemployment) کا سوال ہے۔ ایجوکیٹڈ (Educated) اور نان ایجوکیٹڈ (Uneducated) لوگوں کے ان امپلائمنٹ کے متعلق کیا کیا جانا چاہئے، اس کے بارے میں تنہا حکومت کوئی پریپوزل پیش نہیں کر سکتی۔ اسمبلی کی ایک ان امپلائمنٹ کمیٹی (Unemployment Committee) بنائی گئی ہے۔ اس کمیٹی نے اس سلسلہ میں کیا طریقہ اختیار کیا ہے اور اس کا کیا سبھاؤ ہے وہ گورنمنٹ کے پاس نہیں آتا۔ جب ایسا کوئی سبھاؤ حکومت کے پاس آئیگا تو حکومت اس پر غور کرے گی۔

شریمتی سنگم لکشمی بائی۔ جو لوگ ڈگریاں حاصل کر کے آتے ہیں کیا ملازمت ان کی ملازمت حاصل کرنے کی ذہنیات کو نہیں بدل سکتی یا کیا ان کو کمیونٹی پراجیکٹ وغیرہ کے کاموں پر تقرر نہیں کر سکتی؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ایجوکیشن کے سلسلہ میں سنٹرل اور اسٹیٹ گورنمنٹس کا ایسا رجحان ہے کہ انہیں ووکیشنل بیاس (Vocational Bias) دینا چاہئے اور محض کتابی نالج (Knowledge) کی بجائے اون کو پریکٹیکل کام سکھانا چاہئے۔ اس پر دھیان دیا جا رہا ہے۔ سکندری ایجوکیشن کمیٹی بھی اس پر غور کر رہی ہے۔ لیکن کوئی ڈیفینیٹ پریپوزل (Definite Proposal) اب تک پیش نہیں ہوا ہے۔

شری. مانیکچند پھادے (فولمری) :- جن لوگوں کو ریٹرن کیا گیا ہے انہوں نے نوکریوں کا لٹا کر دے دیے ہیں ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ یقیناً سیلائی اور کسٹمز ڈپارٹمنٹس سے نکالے گئے لوگوں کے ایس آریشن کے وقت جس درجہ میں ان کو لیا جانا چاہئے اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔

شری. مانیکچند پھادے :- کسٹمز ڈپارٹمنٹ میں ہیسابی کام زیادہ ہوتا ہے ۔ دوسرے ڈپارٹمنٹس کے کام کی نوبت سے وہ لوگ کیا کام کر سکیں گے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ کسٹمز ڈپارٹمنٹ کے لوگوں کو سیلس ٹیکس ڈپارٹمنٹ میں بھیجا گیا ہے۔ وہاں بھی قریب قریب وہی کام ہوتا ہے جو کسٹمز ڈپارٹمنٹ میں ہوتا تھا۔ اس واسطے کہ ہم نے کسٹمز کو نکال کر اس کی بجائے سیلس ٹیکس لگایا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح کسٹمز کے سلسلہ میں حسابات کئے جاتے ہیں اسی طرح تقریباً اس کے بھی حسابات کئے جاتے ہیں۔ اگر کچھ لوگ اس کے لئے نئی طرح قابل نہ بھی ہوں تو انہیں ٹریننگ دی جائے گی۔

شری گوپال راؤ اکبوتے (چادر گھاٹ) :- ڈی مانیٹائزیشن (Demonetization) کے سلسلہ میں کیا منٹ سکشن میں بھی ریزرچمنٹ ہو رہا ہے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ممکن ہے کہ منٹ سکشن میں تھوڑے سے لوگوں کا ریٹرنچمنٹ ہو اور یوں بھی میں سمجھتا ہوں کہ نوٹس کی برٹنگ یہاں نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ باہر سے رنٹ ہو کر آتے تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے ایسا کوئی پرالام پیدا ہونے والا ہے۔

شری گوپال راؤ ایکبوتے۔ لیکن کیا گو منٹ آف حیدرآباد سنٹرل گو، منٹ سے اس سلسلہ میں کوئی بات چیت نہیں کی کہ جب ڈی مانیٹائزیشن ہوگا تو اس کا اثر ریٹرنچمنٹ کی صورت میں ظاہر ہوگا اس لئے منٹ سکشن کے سنٹرل سروسز میں ایسارپ کر دیا جائے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ابھی ان تفصیلات پر غور نہیں ہوا ہے۔ کرنسی سکشن کے مساود ہوجانے کی وجہ سے تھوڑا بہت ریٹرنچمنٹ ہوگا۔ سنٹرل گورنمنٹ سے مراسلت کے نتیجہ کے طور پر دوسرے شرائط طے ہوچکے ہیں۔ لیکن کرنسی سکشن کے بارے میں ابھی تفصیلات پر غور نہیں ہوا۔

شری انت رام راؤ (دیورکنٹہ)۔ تخفیف شدہ ملازمین کو دوسرے ڈپارٹمنٹس میں جذب کرنے کے عرصہ میں جب کہ وہ بیکار رہینگے کیا کوئی بیروزگاری الونس دیا جائیگا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ایسا کوئی بڑا وقفہ ہونے والا نہیں ہے۔ بلکہ تخفیف اور ایسارپشن دونوں ساتھ ساتھ ہونگے۔ البتہ اگر کوئی تاریخ فکس (Fix) کر دیا جائے اور فوراً تخفیف کر دی جائے تو اس وقت وقفہ کا سوال پیدا ہوگا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے (اباگوڑہ)۔ ریٹرنچڈ لوگوں کی تعداد پچھلے سال کیا تھی اور اس سال کیا ہے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سال ریٹرنچمنٹ کے متعلق ابھی کوئی چیز ڈیفینیٹلی (Definitely) طے نہیں ہوئی۔ گزشتہ سال کے بارے میں نوٹس دیجائے۔

شری گنپت راؤ واگھمارے (دیگلور۔ محفوظ)۔ جو ہریجن سروسز میں ہیں اور جن کے لئے کچھ پرسنٹیج رکھا گیا ہے کیا ان کو بھی ریٹرنچ کیا گیا ہے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ریٹرنچمنٹ کے وقت ہریجن یا نان ہریجنوں کو نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن اس کا میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو ہریجن اسپلائز ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے ان کو بلا کسی ہیزیشن (Hesitation) کے ایسارپ کر لیا جائیگا۔

شری جی۔ سری راملو (منتھنی)۔ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ میں مینیل اسٹاف (Menial Staff) کا ریٹرنچمنٹ ہو رہا ہے۔ کیا اس کا علم آنریبل چیف منسٹر کو ہے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ممکن ہے کہ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ میں چھوٹا موٹا ریٹرنچمنٹ ہو رہا ہو۔ لیکن انہیں دوسری جگہوں پر لے لیا جائیگا۔ کیونکہ کلائیس اور اسکولس بڑھاتے جا رہے ہیں۔

شری جی ہنمنت راؤ (ملوگ) - ریونڈ بورڈ میں ہیں سکینڈ گریڈ کی (ہ) ویکنسز خالی ہیں

شری بی۔ رام کشن راؤ - یہ تفصیلات ایسا نہیں ہوئیں کہ کہاں کہاں کئی ویکسز ہیں - اس کے بارے میں الگ سوال کیا جاتا ہے -

شریمتی سنگم لکشمی بائی - انوی آرہیل چیف منسٹر نے فرمایا کہ انڈرل کانس کے لوگوں کا رینرنجمنٹ نہیں کیا جائیگا - کہا اسی طرح سے ٹونا اور بازاروں وغیرہ کو جنکی بھی تعداد بہت کم ہے ایسا یقین دلایا جائیگا ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ - ہاں یقیناً -

A.I.C.C. SESSION

*85 (79) *Shri Ch. Venkat Ram Rao* (Karimnagar) : Will the hon. Chief Minister be pleased to state : --

(a) Whether the services of various departments referred to below were placed at the disposal of the Congress Organisation for the A.I.C.C. Session at Nanalagar during the month of December, 1952 and January, 1953 ?

1. Special Army Police brought from various districts
2. C.I.D. Police—(in plain clothes).
3. P.W.D. Engineers (Overseers, Maistries and Gang Workers).
4. Health and Medical Services.
5. R.T.D.
6. Departmental exhibitions of the various departments.

(b) Who will bear the expenditure of the above departments incurred in that connection?

شری بی۔ رام کشن راؤ - میں اس سوال کا جواب دو جزو میں دیتا ہوں - ان ڈپارٹمنٹس کی کوئی سرویسز کانگریس آرگنائزیشن کے ڈسپوزل (Disposal) میں نہیں رکھی گئیں - البتہ پی۔ ڈپلیو۔ ڈی۔ اسپیشل ڈیویژن کے انڈیکٹیو انجینر کو اجازت دی گئی کہ وہ ہنڈال وغیرہ کے سلسلہ میں پردیش کانگریس ٹوٹیکٹیکل اڈوائس (Technical Advice) دیں - ان کی جانب سے درخواست دی گئی تھی - اس لئے ہم نے اس کی اجازت دی - اس آرینجمنٹ (Arrangement) کی وجہ سے ان کی نارمل ڈیوٹیز (Normal Duties) پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا - وہ اسٹرا ٹائم (Extra Time) دیگر اڈوائس دینے کے لئے تیار تھے - اس وجہ سے ان کو اجازت دی گئی -

سی۔ آئی۔ ڈی۔ کو لا اینڈ آرڈر (Law and Order) کے مینیٹیننس (Maintenance) کے لئے جس طرح ہر اجتماع میں بھیجا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی اون لوگوں کو بھیجا گیا تھا ۔

ہر جاترا اور اجتماع میں آر۔ ٹی۔ ڈی کی اسپیشل سرویس رن (Run) کی جاتی ہے کیونکہ اس سے آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کو فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اوس کو تقریباً ایک لاکھ روپیہ کا فائدہ ہوا ۔ انفرمیشن اینڈ پبلک ریلیشن ڈپارٹمنٹ (Information and Public Relation Department) نے سرودے اگڑھیشن میں اپنا اہم حال رکھا کیونکہ اسکی ضرورت تھی ۔ سیڈیکل اینڈ پبلک ڈپارٹمنٹ کی جانب سے سینٹری اریجنمنٹس (Sanitary Arrangements) کئے گئے تاکہ ایڈیمیکس ڈیزیزس (Epidemic Diseases) جیسے کالرا وغیرہ پیدا نہ ہوں۔ ڈیمپنسریز اور ایمرجنسی ہسپتالس (Emergency Hospitals) بھی قائم کئے گئے ۔ فرسٹ ایڈ (First Aid) کا بھی انتظام کیا گیا ۔ جب جڑکل ہلی اور یاد گیر ہلی وغیرہ کی جاتراؤں کے متعلق ایسے نظامات کئے جاسکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہاں بھی انتظامات نہ ہوں ۔

(بی) کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ڈپارٹمنٹس کی یہ نارمل سرویس (Normal Services) تھیں اس لئے ہر ڈپارٹمنٹ نے اپنے اپنے اخراجات برداشت کئے ۔ اگر وہاں کوئی اسپیشل اکسپنڈیچر (Special Expenditure) ہوا تو اسے چارج (Charge) کیا گیا ۔

شری اے راماسوامی (وقار آباد ۔ محفوظ) ۔ کیا چیف منسٹر یہ بتلائینگے کہ برٹش گورنمنٹ کے زمانے میں کانگریس سیشن کے لئے اسی طرح کے اریجنمنٹس ہوا کرتے تھے ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ اوس زمانہ میں کے جن کانگریس سیشنس کو میں نے اٹینڈ (Attend) کیا ہے مثلاً کوکنا ڈا ، ہری پورہ وغیرہ ، ان میں بھی اسی طرح کے پولیس اور سینٹری اریجنمنٹ برٹش گورنمنٹ کی جانب سے ہوا کرتے تھے ۔ اس کا اکسپنڈیچر (Expenditure) کانگریس پارٹی پر چارج (Charge) نہیں کیا جاتا تھا ۔

شری ہیرے منہ (کنگاوتی) ۔ کیا کانگریس سیشن کو ایک بڑی جاترا تصور کیا جاسکتا ہے ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ میں نے مثال دی ہے کہ جب چھوٹی چھوٹی اور غیر ضروری چیزوں کے سلسلہ میں انتظامات کئے جاسکتے ہیں تو اس بڑے سیشن کے لئے کیوں انتظامات نہ کئے جائیں ۔

شری سی ۔ ایچ ۔ وینکٹ رام راؤ ۔ کیا آنریبل چیف منسٹر نے ۲۳ جنوری سنہ ۵۳ ع کا دکن کراٹیکل جو کانگریس کا ماؤتھ پیس (Mouth piece) ہے ملاحظہ فرمایا ہے جس میں صاف الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ کئی ڈپارٹمنٹس نے اپنی سرویسس

پیش کی ہیں اور کئی لا کہ روپیہ خرچ کئے گئے؟ کیا یہی پیسہ دوسرے کام میں لگایا جاتا تو ٹھیک نہ ہوتا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ میں نے محولہ اخبار جسکے متعلق کہا گیا کہ وہ گورنمنٹ کا ماؤتھ پیس ہے نہیں دیکھا.....

شری سی ایچ۔ وینکٹ رامارائو۔ میں نے کانگریس کا ماؤتھ پیس کہا ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ وہ اخبار کانگریس کا بھی ماؤتھ پیس نہیں ہے۔ حیدر آباد میں کانگریس کا کوئی آفیشیل آرگن (Official Organ) نہیں ہے حالانکہ دراصل اوسکی ضرورت تھی۔ یہ کہنا کہ دکن کرانیکل، کانگریس کا ماؤتھ پیس ہے صحیح نہیں ہے۔ وہ ایک آزاد اخبار ہے جو اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ جو کچھ اس اخبار میں لکھا گیا ہے وہ اوس کی رائے ہے۔ میں نے تو اسے پڑھا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ صحیح اعداد و شمار پر مبنی نہیں ہے۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ رامارائو۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ ڈیپارٹمنٹس کا جملہ کتنا خرچہ ہوا۔

مسٹر اسپیکر۔ جواب دیا گیا ہے۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ رامارائو۔ کل کتنا خرچہ ہوا؟

Mr. Speaker : The hon. Member has not asked the details as to the amount spent in his question.

Shri Ch. Venkat Rama Rao : This is my supplementary question, Sir. How much amount has the Government spent in this connection?

میں سپلیمنٹری کوئسٹن کے طور پر پوچھ رہا ہوں۔

مسٹر اسپیکر۔ اگر آرڈر بن چیف منسٹر کے پاس اس وقت ڈیٹیلز (Details) ہوں تو وہ جواب دیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس کے لئے نوٹس دیجائے۔

MULKI AND NON-MULKI PROBLEMS

*86 (80) **Shri Ch. Venkat Ramarao :** Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether it is not a fact that a Cabinet Sub-Committee was formed to enquire into the Mulki and Non-Mulki problems in the State?

(b) If-so, what are the recommendations made by the Committee?

(c) The steps taken by the Government to implement them?

شہ ی بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کے تین اجزاء ہیں۔ اے کا جواب اثبات میں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کمیٹی سب کمیٹی مقرر کی گئی تھی اور اس نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ اون سفارشات پر کمیٹی غور کر رہی ہے۔ ابھی کوئی فائنل ڈسیشن (Final Decision) نہیں دیا گیا ہے۔ سفارشات کو ایمپلمنٹ (Implement) کرنے کیلئے جو ڈسیشن (Decision) گورنمنٹ دیگی اسکا اعلان کیا جائیگا۔

شری سی ایچ۔ ونکٹ رام راؤ۔ اس سب کمیٹی کو قائم ہو کر کتنا عرصہ ہوا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ یہ کمیٹی سب کمیٹی (Cabinet Sub-Committee) ۲۶ اگست کو مقرر کی گئی ہے۔ اسکی رپورٹ گذشتہ مہینہ میں وصول ہوئی ہے۔ جب تک اسکی سفارشات کو ڈسیشن کے ذریعہ فیملائیز (Finalise) نہ کیا جائے میں اس سے بڑھکر مزید انفورمیشن (Information) نہیں دے سکتا۔

شری سی ایچ۔ ونکٹ رام راؤ۔ اس سب کمیٹی کے قیام کی ضرورت کیوں داعی ہوئی؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اسکی ضرورت کیوں داعی ہوئی، آنریبل ممبر خود جانتے ہیں۔ ایک ایجیٹیشن (Agitation) شروع کیا گیا تھا کہ جھوٹے ملکی سرٹیفیکٹس حاصل کر کے بعض لوگ ملازمتیں حاصل کر رہے ہیں۔ انکو روکنے کیلئے یہ اقدام کیا گیا ہے۔

شری کے۔ ایل۔ نرسنہار راؤ۔ (یلندو۔ عام)۔ سب کمیٹی کی سفارشات کیا ہیں؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ جب تک کمیٹی فائنل ڈسیشن نہ دے اسوقت تک میں نہیں بتا سکتا کہ سفارشات کیا ہیں۔

شری سی ایچ۔ ونکٹ رام راؤ۔ اسکے چیرمن کون تھے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ کسی کو خاص طور پر چیرمن مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ اس میں کمیٹی کے ممبرس تھے۔ اسلئے چیرمن کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کبھی رنگا ریڈی صاحب نے صدارت کی ہوگی اور کبھی ممکن ہے کہ شری پھولچند گاندھی نے کی ہوگی۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ حکومت ان سفارشات کو ظاہر کرنے سے پہلے اس زمانے میں جو حادثات ہوئے اوسکی چہان بین کیلئے جو ایک انکوائری کمیشن قائم کیا گیا تھا اس کمیشن کی سفارشات کا خیال اس ڈسیشن میں رکھا جائیگا۔ یعنی فائرنک انکوائری کمیشن نے جو سفارشات کی ہیں کیا اونکا لحاظ کیا جائیگا اور کیا اس کمیشن کی سفارشات ہمکو دیکھنے کیلئے ملینگی؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ جہاں تک انکوائری کمیشن کی رپورٹ کا تعلق ہے حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ اسکو پبلش (Publish) کیا جائے۔ رپورٹ چھپنے کے بعد عوام اسکو دیکھ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس رپورٹ میں جو سفارشات کئے گئے ہیں اون پر عمل کرنے کا گورنمنٹ ارادہ رکھتی ہے یا کیا۔ اسپر حکومت غور کریگی اور جو سفارشات سنجیدگی کے ساتھ مسائل پر غور کر کے پیش کی گئی ہیں اگر وہ قابل عمل ہوں تو ضرور غور کریگی اور ان پر عمل کریگی۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ اسکے ممبرس کون کون تھے ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس میں چار ممبرس تھے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ میں نام معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ (Not answered)

شری کے۔ اننت رام راؤ۔ کیا سب کمیٹی کی سفارشات کے مطابق ہر شخص کے بارے میں کارروائی کی جائیگی ؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ سب کمیٹی کی سفارشات کے لحاظ سے اگر کسی کے مقابلہ میں کارروائی کی جانی ضروری ہو تو کی جائیگی۔

شری کے۔ اننت رام راؤ۔ کیا سب کمیٹی کی رپورٹ پر اوس وقت تک غور ہوتا رہیگا جب تک کہ مزید لوگوں کو جھوٹے صداقت نامے داخل کر کے ملازمتیں حاصل کرنے کا موقع ملتا رہے۔

مسٹر اسپیکر۔ آرڈر۔ آرڈر۔ اس سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ اس قسم کا سوال نہیں کیا جاسکتا۔

PROTECTED TENANTS

*87 (81) *Shri Ch. Venkat Ram Rao*: Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) The number of protected tenants who have relinquished their tenancy rights in the State with special reference to Karimnagar district ?

(b) The reasons for relinquishing their rights ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کے دوا جزا ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسے پروٹیکٹڈ ٹیننٹس (Protected Tenants) کی تعداد پورے اسٹیٹ میں کتنی ہے جنہوں نے دست برداری اختیار کی ہے اور انہیں سے بطور خاص گرم نگر کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ (۱) ڈسٹرکٹس سے ہمارے پاس مواد آیا ہے۔ ان دس اضلاع میں ایسے لوگوں کی مجموعی تعداد (۱۷۹۶) ہے۔ کریمنگر ان چھ اضلاع میں شامل ہے جہاں سے مواد وصول نہیں ہوا ہے۔ سوال کا دوسرا جزو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے حقوق

سے کسوں دست برداری اختیار کی۔ اسکی وضاحت۔ مجھ سے طلب کرنے کی بجائے مناسب دیتا کہ آنریبل ممبر خرید ان لوگوں سے دریافت کرے کہ انہیں نے کسوں دست برداری کی۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ وجوہات ہو سکتے ہیں کہ انکے پاس زمین زیادہ بری۔ یا انکو زمین کی خرابی نہ ہوگی یا اسکو زمین کا من لانے کے ذرائع انکے پاس نہ ہوں گے۔ یا ممکن ہے کہ وہ زمین خراب ہو اسلئے اپنے قبضے میں رکھنا نہ چاہتے ہوں۔ بہر حال مختلف اسباب ہو سکتے ہیں جنکو آنریبل ممبر مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ اس سے پہلے اس جانب توجہ مبذول کرائی گئی تھی کہ ہمارے کوئٹیشنس (Questions) کا اس طرح سے نامکمل جواب نہ دیا جا رہا ہے۔ میں نے اپنے سوال میں خاص طور پر کریمنگر سے متعلق جواب چاہا تھا۔ لیکن اوسی کر نظر انداز کر دیا گیا ہے اور جواب دیا جا رہا ہے کہ مواد نہیں آیا۔ یہ آنریبل چیف منسٹر کا کام تھا کہ جواب منگوائے۔ ہم نے بندہ روز پہلے نوٹس دی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ جواب نہ آئے۔ میں اس چیز کی جانب خاص طور پر توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ میں نہیں سمجھتا کہ آنریبل ممبر کس چیز کی جانب توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ پورے اضلاع کو وائرلیس میسج (Wireless Message) بھیجا گیا تھا۔ دس اضلاع سے مواد وصول ہوا ہے اور باقی چھ اضلاع سے ابھی مواد نہیں آیا جنہیں کریمنگر بھی شامل ہے۔ آخر کلکٹرس کو بھی تفصیلات سے تفصیلات اور مواد کلکٹ (Collet) کرنا پڑتا ہے۔ اس میں دیر ہو جاتی ہے۔ تعلقوں سے انفرمیشن نہ ملا ہوگا جسکی وجہ سے ان چھ اضلاع سے ابھی تک مواد نہیں آیا ہے۔

EVICTIION OF TENANTS

*88 (120) *Shri G. Hanmanth Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that Mahboob Reddy of Dwarakpet, Taluqa Narsampet, evicted a number of tenants in 1952 ?

(b) Whether it is also a fact that in spite of repeated applications, the tenants could not get possession of their lands ?

(c) The names of such tenants ?

(d) If so, the reasons for not prosecuting the Landlord under the Tenancy Ordinance ?

• شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کے چار اجزاء۔ اے کا جواب ہے کہ چھ ٹیننٹس نے تحصیل میں درخواست دی تھی کہ نرسم پیٹھ کے محبوب ریڈی نے انہیں۔

اجازیات سے بیدخل کیا ہے۔ جزوی کا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے کہ ان ٹینٹس کو راجدھوت مختلف درخواستوں کے زمینات واپس نہیں دی گئی ہیں۔ سی کا جواب یہ ہے کہ ان کے نام یہ ہیں۔ نرملو، راگھولو، پلایا، رام کشٹیا، کمریا۔ ان چھ اشخاص کی درخواستیں پیش ہوئی ہیں۔ ڈی کا جواب یہ ہے کہ ٹیننسی آرڈیننس کے تحت ہر اس کیوٹ (Prose cure) نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ راگھولو، رام کشٹیا اور کمریا نے دو بارہ درخواستیں اپنے حقوق سے دست بردار ہونے کے لئے پیش کی ہیں۔ بقیہ تین کیسز کی حوصل میں ابھی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اس لئے ان ٹینٹس کو قبضہ نہیں دلایا گیا۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ تحصیلدار صاحب نے جو حکم پہلے دیا تھا اسکو محبوب ریڈی نے نہیں مانا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اسکی تفصیلات میرے پاس نہیں ہیں۔

شری ایم۔ پچیا (سرپور)۔ درخواستیں پیش ہو کر کتنا عرصہ ہوا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ میرے پاس تاریخوں کا داخلہ نہیں ہے۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ کیا آپکو اسکا علم ہے کہ محبوب ریڈی نے زبردستی سریندر (Surrender) کروایا؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ مجھے کیا معلوم؟ اسکی تحقیقات تو تحت میں ہو رہی ہیں۔

شری جی۔ ہنمنت راؤ۔ آرڈیننس کے بعد کتنے ٹینٹس کو قبضہ واپس دلایا گیا؟

مسٹر اسپیکر۔ دست بردار ہونے کے بعد کتنے۔

شری وی۔ ڈی۔ دشیانڈے۔ سوال یہ کیا گیا ہے کہ آرڈیننس کے نافذ ہونے کے بعد کتنے ٹینٹس کو قبضہ واپس دلایا گیا ہے۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ آرڈیننس کی رو سے جو لوگ اپنے حقوق سے دست بردار ہوئے عدالت میں کارروائی کے بعد انکو قبضہ واپس دینے کا سوال نہیں ہے۔

شری کے راجندر ریڈی (رامنا پیٹھ)۔ کیا آپکو معلوم ہے کہ دست برداریوں میں پولیس کا ہاتھ ہے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ مجھے کیا معلوم کہ پولیس کا ہاتھ ہے۔ ممکن ہے کہ آئریبل ممبر کا بھی ہاتھ ہو۔

شری ایم۔ پچیا۔ کیا اس وقت تک مقدمات چلتے رہینگے جب تک کہ تمام لوگ اپنے حقوق سریندر (Surrender) نہ کر دیں۔

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

PORAMBOKE LAND

*89 (137-A) *Shri G. Sreeramulu*: Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether any poramboke land extending to about 40 acres was granted to a Congress Worker by name S. Shankar-ayya during the Chief Minister's tour of Mahadevpur in December, 1951 ?

(b) If so, the place where the land is situated ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کے دو اجزاء ہیں۔ پہلے جزو کا جواب یہ ہے کہ کوئی پرمپوٹک زمین ایس۔ شنکریا کانگریس کے ورکر کو عطا نہیں کی گئی۔ جزو بی کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

REGIONAL LANGUAGES

*90 (145) *Shri Gopal Rao Ekbote*: Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Is there any arrangement to teach Regional Languages in the Evening College ?

(b) If so, what are the languages taught at present ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کا جواب اثبات میں ہے۔ حیدرآباد کے ایوننگ کالج (Evening College) میں تلگو، مرہٹی اور کنڑی میں تعلیم دی جاتی ہے۔ ایوننگ کالج سکندرآباد میں تلگو میں تعلیم کا انتظام ہے۔

شری گوپال راؤ اکبوتے۔ اس غرض کے لئے مستقل پروفیسرس کی جائیدادیں قائم کی گئی ہیں یا ٹمپری بیسس (Temporary Basis) پر کام لیا جاتا ہے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ مستقل پروفیسرس سے کام لیا جاتا ہے اور انہیں اس سلسلہ میں کچھ الونس وغیرہ دیا جاتا ہے۔

Shri L. K. Shroff (Raichur): Is the teaching done only in Intermediate classes or also in the B.A. and other classes ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے شائد بی۔ اے میں بھی ہوگا۔

شری جی۔ سری راملو۔ کیا اضلاع میں بھی ایوننگ کالجس کھولے جائیں گے؟

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ ایسا کوئی پریوزل اس وقت نہیں ہے۔

شری متی سنگم لکشمی بائی - کہا ام ۔ اہل ایز - بھی ایوننگ کالج میں شریک
ہوسکتے ہیں ؟

شری بی - رام کشن راؤ - ہاں ۔ ہاں - ضرور ہوسکتے ہیں -

UNSTARRED QUESTIONS AND ANSWERS

ANTI-EVICTION ORDINANCE

***91 (185) *Shri K. Venkat Rama Rao* (Chinna-Kondur):** Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) The number of cases instituted under the Anti-Eviction Ordinance in Nalgonda district ?

(b) The number of cases disposed of and the number of cases pending at present ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) 151 applications have been filed by tenants under the Hyderabad Ordinance No. 1 of 1952, up to 31st December, 1952, in Nalgonda district.

(b) 151 cases have been disposed of and 42 cases are pending at present.

FAMINE IN NALGONDA DISTRICT

92 (186) *Shri K. Venkat Rama Rao : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether Government are aware of the famine conditions prevailing in Nalgonda district entailing migration of people in Miryalguda, Huzurnagar and Suryapet taluqas to the adjoining States ?

(b) Whether it is a fact that the wells, tanks and kuntas have dried up since a long time ?

(c) What relief measures do the Government intend taking in this regard ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) Due to insufficient rainfall, the Kharif and Abi crops were not satisfactory in Nalgonda district. It is not, however, correct to say that famine conditions prevail there. No migration from Miryalguda, Huzurnagar and Suryapet taluqas to places outside the State has taken place.

(b) Due to insufficient rainfall, there is not enough water in the wells, tanks and kuntas.

(c) Government has already taken action in this regard and has sanctioned opening of road works in the affected areas and repair works of 45 tanks in various parts of the district are in progress, affording sufficient employment to those who are in need of it.

LAND REVENUE RATES

*93 (187) *Shri K. Venkat Rama Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) What are the maximum and minimum rates of land revenue for Wet and Dry lands prevailing in the State ?

(b) Is it a fact that the land revenue rates are very high as compared to the adjoining States ?

(c) If so, for what reasons ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) The maximum and minimum rates of dry lands in the State are Rs. 4-2-0 and 0-12-0, respectively and for wet lands the maximum and minimum rates are Rs. 22 and Rs. 4-8-0 respectively.

(b) No.

(c) Does not arise.

TUNGABADHRA CHANNELS

*94 (208) *Shri L. K. Shroff* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the existing channels of Koregal, Hulgi and Sivapur of the Tungabhadra river have not been maintained by the Government thus resulting in rendering fallow about 2000 acres of the 3600 acres under irrigation by the Channel water and consequent loss in revenue and food production.

(b) Is it fact that upon representation from the ryots of these lands, the Government agreed to supply water from the reservoir, but sufficient supply is not being given even now ?

(c) Why the Engineering Department is not making proper arrangements to keep up the water supply as on the Madras side of the Tungabhadra Dam ?

(d) What steps do the Government propose to take to check this indifference in officialdom to public gain ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) Out of a settled ayacut of 3,219 acres 33 guntas under the existing channels of Koregal, Hulgi and Sivapur of the Tungabhadra river 1,299 acres were lying fallow, and to the extent of this area there has been loss in the revenue and food production. The reasons are that the supply to Koregal was a little late due to which the ryots without waiting for the supply of water did dry cultivation. The tail-end of the ayacut under this channel did not receive adequate water due to unregulated flow and the P.W.D. reports that the water in the upper portions was wasted by the cultivators. As regards Hulgi and Sivapur channels, they require silt clearing and repairs and the P.W.D. was asked to attend to them. Besides, the reasons given for the large acreage shown as fallow, another reason is that the ayacut lies in the depopulated villages.

(b) Yes, it is a fact.

(c) The P.W.D. was moved for necessary action and arrangements for water supply were made in the Abi season. Similar arrangements for the Tabi cultivation have also been made and water was let out on full supply on 30-6-1952, by boring in a hole in the coffered dam.

(d) The P.W.D. have carried out special repairs at a cost of Rs. 4,330-14-0, 8,765, 22,000 and 16,497 respectively under the cannals.

CINEMA HOUSES

*95 (144) *Shri Gopal Rao Ekbote :* Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

(a) What is the total number of Cinema Houses in Hyderabad City. How many theatres got permission in 1951-52 ?

(b) Has the Government any proposal to restrict the number of theatres ?

The Minister for Local Government and Labour Housing (Shri Anna Rao Ganamukhi) : There are 27 cinema houses in Hyderabad City. Three new licences for construction of cinema houses were issued in 1951-52. There is no proposal before the Government to restrict the number of theatres.

MARWADI DHARMASALA

*96 (162) *Shri Shrikhari (Kinwat)* : Will the hon. Minister for Local Government be pleased to state :

Whether it is a fact that the Municipality is preventing from constructing the Marwadi Dharmasala at Adilabad in spite of Government's sanction ?

Shri Anna Rao Ganamukhi : It is not a fact that the Adilabad Municipality is preventing the construction of the Marwadi Dharmasala. The matter is being considered by the Municipal Committee which has certain alternative proposals in the matter.

WATER SUPPLY SCHEME

*97 (227) *Shri R. P. Deshmukh (Gangakhed)* : Will the hon. Minister for Local Government be pleased to state :

(a) The amount spent on water supply scheme for Dharmangaon Parbhani district ?

(b) Why there is still scarcity of water ?

(c) Whether the scheme proved a failure ?

(d) If so, for what reasons ?

Shri Anna Rao Ganamukhi : (a) The expenditure on the scheme up to the end of February, 1953, is Rs. 14,25,485.

(b) The work is not yet completed. The permanent pumping plant has not yet been installed. At present water is being supplied by a temporary pumping set.

(c) No.

(d) Does not arise.

ROADS IN PARBHANI DISTRICT

*98 (230) *Shri Bhagwan Rao Boralker (Basmath-General)* : Will the hon. Minister for Local Government be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the roads in Parbhani, Purna and Basmath towns are in a very bad condition ?

(b) When they were repaired last ?

(c) What steps do the Government intend to take in the matter ?

Shri Anna Rao Ganamukhi : (a) Some roads in Parbhani, Purna and Basmath towns are bad.

(b) One or two Roads in Parbhani Town were repaired last year.

(c) This is purely a municipal matter but the presidents of the Municipalities concerned have been advised to take necessary action for the improvement of roads.

MUNICIPAL WORKERS' UNIONS

*99 (256) *Shri Vishwas Rao Patil* (Parenda) : Will the hon. Minister for Local Government be pleased to state :

(a) Whether any application has been received from Osmanabad Municipal Workers' Union for registration ?

(b) If so, what steps have been taken by the Government thereon ?

Shri Anna Rao Ganamukhi : (a) No application from the Osmanabad Municipal Workers' Union has so far been received for registration.

(b) Does not arise.

*100 (257) *Shri Vishwas Rao Patil :* Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

How many Municipal Workers' Unions are registered in Hyderabad State ?

The Minister for Commerce, Industries and Labour (Shri Vinayak Rao Vidyalkar) : The Number of Municipal Workers' Unions so far registered is 15.

OSMANABAD CHAPRASIS' UNION

*101 (255) *Shri Vishwas Rao Patil :* Will the hon. Minister for Labour be pleased to state :

(a) Whether any application has been received from Osmanabad Chaprasis Union for registration ?

(b) If so, what steps have been taken by the Government ?

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : (a) No such application was received for registration.

(b) Does not arise.

BANJARAS

*102 (150) *Shri Shrihari* : Will the hon. Minister for Social Service be pleased to state :

(a) What is the number of Banjaras (Lambada) in Kinwat Constituency ?

(b) What steps are being taken for their amelioration ?

The Minister for Social Service (Shri Shanker Deo) : (a) In no previous census were caste figures tabulated by Tahsils. Even if available they will not be according to present constituents of the Tahsils as changes have been made in Tahsil jurisdiction. During the present Census of 1951, figures reg. individuals castes were not sorted or tabulated at all.

(b) No steps have been taken for conducting special ameliorative measures for Banjaras (Lambadas) in Kinwat constituency so far.

ALLOTMENT OF TANK BEDS

35 (50) *Shri Ch. Venkat Rama Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) The District-wise acreage of tank beds allotted to Harijans and Backward Classes during the year 1952-53 ?

(b) The names of persons and their villages to whom the aforesaid lands have been allotted in Karimnagar district in 1952-53 ?

(c) The total acreage of lands auctioned in 1952-53, in Karimnagar district ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) The concession granted to Harijans and Backward Classes has been confined to Karimnagar district only. The acreage of tank beds allotted under this concession in Karimnagar district is 1432 acres, 20 guntas.

(b) Statement appended.

(c) The total acreage of land auctioned in 1952-53, in Karimnagar district is 4115 acres 19 guntas.

Statement showing Tank bed lands—Karimnagar District

Srl. No.	Name of Taluq	The acreage of tank bed lands allotted to Harijans & Backward Classes during the year 1952-53		The name of the villages where lands have been given	The total acreage auctioned	
1	2	3		4	5	
		Acres	Guntas		Acres	Guntas
1	Sirsilla ..	25	9	1. Boinpally	118	12
				2. Gaisingaram		
2	Huzurabad ..	245	9	1. Rangapur, hamlet of Huzurabad.	79	..
				2. Kangarthy		
				3. Raikal		
				4. Jupak		
				5. Singapur		
				6. Sirsepally		
				7. Bornepally		
				8. Kandgul		
				9. Uppall		
				10. Dharmajpalli		
				11. Gopalpur		
				12. Dandepally		
				13. Mallapalli		
				14. Mallaram		
				15. Ummapur		
				16. Mirzapur		
				17. Manikpur		
				18. Ambal		
				19. Kamlapur		
				20. Madannapeta		
				21. Vangapally		
				22. Marepallygudem		
				23. Vallabhpur Pargana Bijgir Shariff.		
				24. Ilantakunta		
				25. Jamikunta		
				26. Kanaparty		
				27. Bujnur		
				28. Korkal		
				29. Chellur		
				30. Sirsed		
				31. Madpally		
				31. Vilasagar		
3	Manthani ..	46	..	1. Mahadevpur	477	..
				2. Chitakani		
				3. Bommapur		
				4. Annaram		
				5. Mulgupallu		
				6. Betpally		
				7. Tadcherla		
4	Karimnagar ...	299	15	1. Bannaram	14	..
				2. Nagnur		
				3. Cherlapuram		
				4. Panthulkondapur		

Statement showing Tank bed lands—Karimnagar District—(Contd.)

Srl. No.	Name of Taluq	The acreage of tank bed lands allotted to Harijans & Backward Classes during the year 1952-53	The name of the villages where lands have been given	The total acreage auctioned
1	2	3	4	5
		Acres Guntas		Acres Guntas
			5. Areapally 6. Bommakal 7. Karimnagar 8. Narsimhapur 9. Arnakonda 10. Cherlabuthkur 11. Deshradjpalli 12. Choppadandi 13. Laxmipuram 14. Ithapally 15. Shanigaram 16. Gopalraopeta 17. Kurkial 18. Gangadhari 19. Rainikunta 20. Nusthulapur 21. Thimmapuram 22. Manakondur 23. Annaram 24. Idulagattapally 25. Prampally 26. Paralepally 27. Porandala 28. Naidnur 29. Malkapuram 30. Kamanpuram 31. Yelgundla 32. Sangam 33. Gunkolkondapur 34. Madapuram	
5	Parkal ..	182'	22	1. Peddakodepaka 2. Malakpeta 3. Metpally 4. Madhapally 5. Issipet 6. Repak 7. Vempalpally 8. Kallikot etc.
				2500 ..
6	Metpally ..	227'	10	1. Metpally 2. Venkatrapet 3. Muthyapet 4. Ammakkapet 5. Dubba 6. Maidpally 7. Lingpur 8. Rajeshwaraopet 9. Kishtampet 10. Ramchandrapet 11. Masaipet 12. Thimmapur 13. Yammapur
				178 29

Statement showing Tank bed lands—Karimnagar district—(Contd).

Srl. No.	Name of Taluq	The acreage of tank bed lands allotted to Harijans & Backward Classes during the year 1952-53	The name of the villages where lands have been given	The total acreage auctioned
----------	---------------	---	--	-----------------------------

1

2

3

4

5

Acres Guntas

Acres Guntas

14. Renguta
15. Vyampet
16. Choulamaddi
17. Chitapur
18. Moolarampur
19. Yeradandi
20. Godur
21. Komtikondapur
22. Mouglpet
23. Oblapur
24. Faqirkondapur
25. Kondrikala
26. Varasakonda
27. Ibrahimpatam
28. Thamberraopet
29. Katalkuta
30. Mallapur
31. Yusugnagar
32. Peddpur
33. Gundanapally
34. Dhrmaram
35. Valgonda
36. Chiltakunta
37. Bushanraopet
38. Bhimaram
39. Kacharam
40. Venkatraopet
41. Kalvakota
42. Peggerla
43. Ootapally
44. Raghojipet
45. Thurthi
46. Amrbipet
47. Athmakur
48. Posanipet
49. Thumpet
50. Thloor
51. Nagmalappakunta
51. Potharam
53. Kothulapur
54. Ghanbirpur
55. Lingampet
56. Mannigudam
57. Bommena
58. Klekot
59. Ippapally
60. Sirkonda
61. Thadril
62. Thammanapet
63. Thakellapally

Statement showing Tank bed lands—Karimnagar district—(Contd.)

1	2	3	4	5
		Acres Guntas		Acres Guntas
8	Sultanabad ..	49 ..	1. Somannapally 2. Goilwada 3. Poratpally 4. Murmur 5. Mustial 6. Maredgonda 7. Paltham 8. Bandampally 9. Mulasal 10. Mutharam 11. Moslal 12. Apannapet 13. Brahmannaapally 14. Appannaapet 15. Kottapalli 16. Ramapalli 17. Raghvapur 18. Ramapalli 19. Nittur 20. P. Kalwala 21. P. Bonkur 22. Molasal 23. Turkalammadikunta 24. Pedapalli 25. Sultanabad 26. Kadambapur 27. Suddal 28. Raikaldevipalli 29. Pusal 30. Vasapur 31. Raikaldevpally 32. Pusal 33. Ch. Bonkur 34. Joggarai 35. Narsapur 36. Mummurithota 37. Yelged 38. Katanpally 39. Bhoopatipur 40. Sultanpur 41. Katanpally 42. Pegadapally 43. Konnaram 44. Gangaram 45. Mizapmet 46. Mangapet 47. Pothakapally 48. Gumpal 49. Kolanur 50. Pathepally 51. Kamanpur 52. Isalathakekkapally 53. Vernur 54. Kishenraopet 55. Yendapally 56. Mallapur 57. Kothur 58. Jalkunta 59. Vandeda	786 18

Statement showing Tank bed lands—Karimnagar district—(Contd.)

1	2	3	4	5
		Acres Guntas		Acres Guntas
		60. Pothial 61. Ramgundam 62. Thurakalmaddikunta 63. Sultanabad 64. Katnapally 65. Narsapur 66. Gangam 67. Sirpur		
		<hr/>		<hr/>
		Grand Total 1482 20		4151 19

EVICTIION OF PROTECTED TENANTS

36 (31). *Shri Ch. Venkat Ram Rao*: Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that Kishan Babu of Modthad in Nizamabad district evicted many of his protected tenants ?

(b) whether representations were made and memorandums submitted to the Deputy Collector in the matter ?

(c) Whether any memorandum was submitted to the Collector in this matter by the peasants or Alur on 12-12-1952 ?

(d) If so, what action has been taken thereon ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) No protected tenant in Alur village was evicted by Kishan Babu of Modthad village, Armur taluk.

(b) Some of the cultivators of Alur village had submitted a petition to the Deputy Collector, on 18-11-1952, complaining that they have been evicted by Mallareddi, father of Kishan Babu from the lands they were in possession of and requesting for the restoration of their possession and also for the issue of Tenancy Certificates. This petition was forwarded to the concerned Tahsildar for its disposal by the Taluk Commission as the powers to amend the tenancy records vest with the Taluk Commission.

(c) Yes, the ryots of Alur village submitted a petition to the Collector, Nizamabad, on 12-12-1952.

(d) The petition was forwarded by the Collector to the Deputy Collector concerned who in reply stated that the case is pending disposal before the Taluk Commission.

COLLECTION OF LAND REVENUE

37 (32) *Shri Ch. Venkat Ram Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Patwaries of Arnakonda and Ragampet villages in Karimnagar taluq collected land revenue for 1951-52, inspite of the talafmal granted by the Government.

(b) Whether it is also a fact that the Tahsildar of Karimnagar after enquiry, ordered the Patwaries to refund the amount collected to the peasants and the same has not yet been done ?

- (c) Whether any representation was made in this matter ?
(d) If so, what action has been taken ?

Shri B. Ramakrishna Rao : (a) It is a fact that representations has been made to Dy. Collector, Karimnagar while he was camping at Ragampet villlage, on 21-3-1952, regarding the excess collections of Land Revenue made by Anna Rao Gumashta Patwary and Gopal Reddi Asaldar Mali Patel of Arnakonda and a ryot Narayan Reddi who assisted them in the collections. These representations relate to Arnakonda village and no representation of the excess collections etc., was made against the village officers of Ragampet villages. Preliminary enquiries were made and the Patwari and the Mali Petal of Arnakonda village were placed under suspension pending detailed enquiries.

(b) The then Tahsildar, Karimnagar, made enquiries into these allegations on the spot. During his enquiry it was promised that they (village officers) would pay back the excess amount collected and that they would compound the offence in a week. This time was given to enable the ryots to get back their money. A compromise petition was filed. It was enquired into and found that some of the ryots have not really paid the amount. As the Tahsildar could not arrange for the repayment of all the excess collections in the first instance, he has kept the case pending to use his good offices in getting the entire amount repaid to those ryots who have to get back the amount. The Tahsildar had not ordered the refund of the amount, to the peasants as has been stated in the question.

(c) It is only on the representations made to the Dy. Collector, Karimnagar and the then Tahsildar, Karimnagar, the enquiry was conducted and the village officers were placed under suspension. They are still out of office. It is not known whether any representation was made to the then Tahsildar in this regard.

(d) The result of the representation after enquiry is apparent. The village officers were suspended and some of the ryots have received back the amount. Some more ryots have not yet received their amount. It is reported by the Tahsildar that if the attempt to get the entire amount refunded by advice fails, the matter will be referred to the Police for charging them in the competent Court of Law under Sec. 409 Indian Penal Code or may be added that refunding of the entire amount by village officers will not get them reinstatement automatically.

PANCHAYATS

38 (63) *Shri Baswan Gowda* (Lingsugur) Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

The number of Panchayats in Raichur district with special reference to Lingsugur taluq during 1952 ?

Shri Anna Rao Ganamukhi (Minister, Local Self Government). The total number of Panchayats in Raichur district in the year 1952 was 61. There were 5 panchayats in Lingsugur taluq.

CONDITION OF ROADS IN LINGSUGUR

39 (64) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

(a) Whether the Government are aware of the fact that the Roads in Lingsugur town are in a bad condition since a long time ?

(b) If so, what steps do the Government intend taking in this regard ?

Shri Anna Rao Ganamukhi : (a) Government are aware that the roads in Lingsugur town are not in a good condition.

(b) This is purely a municipal matter but the Committee have been advised to examine the question and take up repairs if their finances permit.

REPAIRS TO WELLS IN LINGSUGUR

40 (66) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that many wells in the village of Lingsugur taluqa are in a bad condition ?

(a) Whether it is a fact that complaints were lodged with the high officials for repairs but the District Board did not take any step in the matter so far ?

Shri Annarao Ganamukhi : (a) Some wells in village of Lingsugur taluq are not in a good state of repair,

(b) This is not correct. A proposal was received from the District Board for the sanction of Rs. 70,000 from their balances for repairs to wells in the District, which includes Rs. 7,543 for repairs to the wells in Lingasugur taluq, the proposal has been sanctioned.

Shri V. B. Raju (Secunderabad—General): I had given notice of a short-notice question. May I know when the Minister concerned is going to answer?

Mr. Speaker: He will reply on the 14th. Now hon. the Finance Minister will introduce a bill.

LEGISLATIVE BUSINESS

Dr. G. S. Melkote: Mr. Speaker, Sir, I beg to introduce "L.A. Bill No. VI of 1953, a bill to make certain provisions in consequence of demonetization of the Hyderabad O.S. Currency, with effect from 1st April 1953. The Bill has the recommendations of the Rajpramukh".

Mr. Speaker: The Bill is introduced.

Hon. the Home Minister will move a Resolution.

Shri D. G. Bindu: I beg to move:

"That this House ratifies the amendment to Article 81 of the Constitution proposed to be made by the Constitution (Second Amendment) Bill, 1952, as passed by the two Houses of the Parliament."

Mr. Speaker: Motion moved.

شری ادھور اؤ پٹیل (عثمان آباد - عام) جا گیر داروں اور صرف خاص کے معاوضہ کے بارے میں نے ایک سوال کیا تھا ، اس کا جواب اب تک نہیں دیا گیا ہے ۔

Mr. Speaker: It takes time. The concerned Minister has to consult legal opinion. If it is necessary he will have to get the demands sanctioned by the House. We shall now proceed with the last item in our order of business—Demands for Grants.

General Budget—Demands for Grants

Shri D.G. Bindu: I beg to move:

"That a sum not exceeding Rs. 15,42,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come

in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 7. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 15,42,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 7. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri D. G. Bindu : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 26,26,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 17. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 26,26,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of demand No. 17. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri D. G. Bindu : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 3,38,57,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of Demand No. 18. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 3,38,57,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954 in respect of Demand No. 18. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Shri D. G. Bindu : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 1,71,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 62. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 1,71,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 62. The demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Shri D. G. Bindu : I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 42,41,800 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 16. The demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 42,41,800 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 16. The demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Now we shall take up motions for reduction of grants.

DEMAND NO. 7—RS. 15,42,000—MOTOR VEHICLES ACT

FUNCTIONING OF STATE TRANSPORT AUTHORITY

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 7 be reduced by Rs. 100.”

Shri V. B. Raju : The implementation of the Motor Vehicles Act has nothing to do with the Road Transport Department, Sir.

Shri V. D. Deshpande : I want to discuss the functioning of the Department concerned under the Motor Vehicles Act. I do not know the exact name of the Dept.

Mr. Speaker : Demand No. 7 relates to charges on account of Motor Vehicles. This means that the Road Transport pertains to that Demand.

Shri V. B. Raju : The Member wants to discuss the functioning of the Road Transport Dept., which does not come under to Motor Vehicles Act.

Shri V. D. Deshpande : I will put it as 'functioning of the State Transport Authority' or whatever the name of that Dept., is.

Shri V. B. Raju : I withdraw my point of order, Sir.

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 7 be reduced by Rs. 100."

POLICY IN RESPECT OF ROAD PERMITS

Shri Shamrao Naik (Hingoli-General) : I beg to move :

"That the grant under Demand No. 7 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 7 be reduced by Rs. 100."

WORKING OF STATE TRANSPORT AUTHORITY

Shri Ankush Rao Ghare (Purtur) : I beg to move :

"That the grant under Demand No. 7 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 7 be reduced by Rs. 100."

DEMAND No. 16—Rs. 42,41,800—ADMINISTRATION OF JUSTICE

ADMINISTRATION OF JUSTICE

Shri G. Sreeramulu : I beg to move :

"That the grant under Demand No. 16 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 16 be reduced by Rs. 100."

FEASIBILITY OF INTRODUCING REGIONAL LANGUAGES IN
COURTS

Shri K. Ananth Ram Rao : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 16 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 16 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF DISTRICT COURTS

Shri Katta Ram Reddy : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 16 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 16 be reduced by Rs. 100.”

DEAMD No. 17—Rs. 26,26,000—JAILS & CONVICT
SETTLEMENTS

CONDITIONS OF PRISONERS

Shri Makhdoom Mohiuddin (Huzurnagar) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

VICTIMISATION OF PRISONERS

Shri Arutla Laxmi Narsimha Reddy (Vardhanapet) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

POLICY OF REMISSION OF THE PERIOD OF CONVICTION TO PRISONERS

Shri K. Venkat Rama Rao : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

FUNCTIONING OF JAIL ADMINISTRATION

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND No. 18—POLICE—Rs. 3,38,57,000

ECONOMY IN POLICE EXPENDITURE

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 75,00,000.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 75,00,000.”

POLICY OF RECRUITMENT AND TRAINING IN THE POLICE DEPARTMENT

Shri K. Papa Reddy (Ibrahimpattam-General) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 88,57,000.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 88,57,000.”

710 18th March, 1953. General Budget—Demands for Grants
POLICE EXCESSES IN THE CITY OF HYDERABAD

Shri Abdul Rahman (Malakpet) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

POLICE EXCESSES AND REPRESSION IN BHIR DISTRICT

Shri Ram Rao Aurgaonkar (Georai) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

POLICE EXCESSES IN HUZURNAGAR TALUK,
NALGONDA DISTRICT.

Shri Makhdoom Mohiuddin : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

POLICE EXCESSES AND REPRESSION IN WARANGL DISTRICT

Shri K. L. Narasimha Rao : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

LARGE SCALE CORRUPTION IN DISTRICT POLICE
ADMINISTRATION

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی (نرمل - عام) - اسپیکر سر - میں ڈیمانڈ نمبر (۱۸) میں حسب ذیل کٹ موشن پیش کرتا ہوں - اس میں (۳,۳۸,۵۷۰.۰۰) روپیہ کی جو رقم رکھی گئی ہے اس میں سے (۱۰۰) روپے کی کمی کی جائے تاکہ اضلاع کی پولیس میں وسیع پیمانے پر جو رشوت خواری ہے اس پر بحث کروں -

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

POLICE SUBORDINATE OFFICERS

Shri Bhagwanrao Boralkér : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

ECONOMY IN SPECIAL POLICE

Shri K. Venkatram Rao : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF CRIMINAL INVESTIGATION DEPARTMENT WITH
PARTICULAR REFERENCE TO DISTRICTS

Shri Uddhava Rao Patil (Osmanabad-General) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF CRIMINAL INVESTIGATION DEPARTMENT

Shri Ankush Rao Venkatrao Ghare : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF VILLAGE POLICE ADMINISTRATION

Shri Uppala Malchur (Suryapet-Reserved): I beg to move:

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Shri V. B. Raju: Mr. Speaker, Sir, on a point of order, I wish to know whether the salaries of the village police officials are included in the Police Budget or in the Revenue Budget.

Shri V.D. Deshpande : Mr. Speaker, Sir, The salaries of village police officials is included in the Police Budget, *vide* page 114 of the Budget Estimates. They come under the Police Budget.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

REPATRIATION OF OUTSIDE POLICE PERSONNEL

Shri A. Raja Reddy (Sultanabad) : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

POLICE EXCESSES AND REPRESSION IN GENERAL

Shri V. D. Deshpande : I beg to move:

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : There are cut motions already to discuss the Police Excesses.

Shri V.D. Deshpande : The police excesses sought to be discussed pertain only to certain districts. The other district are not covered in that. This is in general and I want to discuss the excesses in general.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

POLICE EXCESSES IN NALGONDA DISTRICT

Shri K. Ramachandra Reddy : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : There is already a motion on the same lines for discussing police excesses in Nalgonda district.

Shri V.D. Deshpande : The other motion is only discuss police excesses in Huzurnagar taluq. This motion seeks to discuss police excesses in the whole of Nalgonda district.

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

MALPRACTICES AND CORRUPTION PREVAILING IN THE DEPARTMENT

Shri Vishwasrao Patil : I beg to move :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : Before we proceed further let us decide about the time. As I said yesterday, 10 minutes will be the time-limit for every Member and we will close general discussion by 12 noon, after which the Home Minister will reply to the

714 13th March, 1953. General Budget—Demands for Grants debate. I do not think he would need more than 1½ hours. We can sit till 1.30 p.m.

Shri V. D. Deshpande: Mr. Speaker, Sir, I suggest that general discussion should go up to 12-30 p.m. and the Home Minister may reply after that.

Mr. Speaker : We shall try to close the general discussion by 12 noon.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - پولیس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں میں نے جو کٹ موشن (Cut-motion) پیش کیا ہے اس سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں گا - اس سے پہلے پولیس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے میں نے جو پریپوزل (Proposal) ہاؤس کے سامنے رکھا تھا اس وقت بھی یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ (۲۵۲۸۱۰۰۰) روپہ کی کمی بجٹ میں کی جاسکتی ہے - ہمارے سامنے جو بجٹ آیا ہے وہ کلدار سکھ میں پیش کیا گیا ہے - اس میں ایچ ایس - آر - پی - آرمڈ فورسز - موٹر ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ وغیرہ کے لئے الگ الگ مددات بتائے گئے ہیں - میں ان کا ذکر کروں گا - میں نے جو سجیشن (Suggestion) دیا تھا اگر اس پر پوری طرح عمل کیا جاتا تو توقع تھی کہ کچھ بچت ہوسکتی اور پولیس کا بجٹ تین کروڑ (۳۳) لاکھ جو اس وقت رکھا گیا ہے اس میں مزید کمی ہوسکتی - چار ہزار آرمڈ فورسز (Armed Forces) ہیں - اس کے علاوہ ایچ - ایس آر - پی - بھی ہے اور یونین پولیس بھی ہے - اگر اس کو ڈسبائنڈ (Disband) کیا جاتا تو بچت ہوسکتی تھی - میں نے ان خیالات کا اظہار کیا تھا - پولیس اسٹیشنس (Police Stations) کے بارے میں بھی میں نے کہا تھا کہ جو (۵۱) پولیس اسٹیشن بڑھائے گئے ہیں ان کی ضرورت نہیں ہے - اگر ان کو برخاست کر دیا جائے تو (۱۵) لاکھ (۶) ہزار روپیہ کی بچت ہوسکتی ہے - ریلوے پولیس کے بارے میں بھی یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ جب ریلوے کا تعلق مسٹر سے ہو چکا ہے تو اس خرچ کو ہمیں برداشت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے - اس طرح چار لاکھ (۵۰) ہزار کا جو خرچ ہو رہا ہے اس کو مسدود کرنا چاہیے - موٹر ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ کے بارے میں بھی میں نے کہا تھا کہ اس کو برخاست کرنا چاہیے - لیکن حال میں جو اسٹیمٹ کمیٹی (Estimates Committee) بٹھی ہوئی تھی اس میں اس کے آمد و خرچ کی تفصیلات معلوم ہویں اسکے بعد میری رائے میں اب یہ ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ کو چلایا جانا چاہئے - البتہ اس کے اخراجات میں کمی ہوسکتی ہے - ڈپارٹمنٹ کی طرف سے جو پٹرول گاڑیوں کو دیا جاتا ہے اس میں کمی کی جاسکتی ہے - اس ڈپارٹمنٹ پر بارہ لاکھ کی بجائے چھ لاکھ خرچ کئے جاسکتے ہیں - ڈسٹرکٹ پولیس میں بھی ڈھائی ہزار کی کمی کی جاسکتی ہے - اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً ۲ لاکھ کی بچت ہوسکتی ہے - سی - آئی - ڈی - میں

بھی کمی کی جاسکتی ہے اور اس سے ۶ لاکھ کی بچت ہوسکتی ہے۔ اس طرح میرے پورے سببش (Suggestions) پر عمل کیا جائے تو (۹۹) لاکھ (۴۰) ہزار روپیہ کی بچت ہوسکتی ہے۔ پولیس ڈپارٹمنٹ نے اپنے خرچ میں منہ ۴۰۔۰۰ سے دیڑھ کروڑ کی کمی کی ہے۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ مزید کمی کی گنجائش ہے اور اس کو ڈھائی کروڑ تک لے جاسکتے ہیں۔ میں آنریبل ہوم منسٹر سے خواہش کرونگا کہ وہ اس میں کمی کر کے پولیس کے اخراجات ڈھائی کروڑ تک لے آئیں۔ میری رائے میں اس سے زیادہ پولیس کا خرچہ نہیں ہونا چاہئے۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے بارے میں یہ عرض کرنا ہے کہ نئی اسکیم کے تحت دس لاکھ کا بجٹ رکھا گیا ہے

Anti-Espionage Scheme.

Anti-Gunrunner Scheme.

Anti-Corruption Scheme.

ان ہر ایک لاکھ (۴۰) ہزار روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے انٹی کرپشن اسکیم ایک لاکھ کی ہے۔ ہم ہر طرح اس کی تائید میں ہیں۔ لیکن میں کہوں گا کہ یہ ڈپارٹمنٹ راست ہوم منسٹر کے تحت ہونا چاہئے تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ اس ڈپارٹمنٹ کی اندرونی خرابیوں کو دور کرسکیں اور جو کرپشن اس ڈپارٹمنٹ میں ہے اس کو خود یہ ڈپارٹمنٹ دور کرسکے اور ہوم منسٹر کو اس کا موقع ہونا چاہئے کہ راست اپنے تحت کے لوگوں کی راست اپنے اختیارات کے تحت تنقیح و اصلاح کرسکیں۔ اس مد کے تعلق سے میں متفق ہوں اور تائید کرتا ہوں۔ بقیہ مدات جو بجٹ میں رکھے گئے ہیں میں ان کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ان میں کمی کرنی چاہئے۔ پولیس ڈپارٹمنٹ پر اکائی کے نقطہ نظر سے غور کرنا چاہئے۔ جو پرانا ڈھانچہ ہے اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ سیول سروس میں تبدیلی کی ضرورت ہے اسی طرح پولیس سروس میں بھی ڈھانچے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ حیدرآباد امیٹی میں کتنی پولیس ہے؟۔ ہریانہ جو آدیسوں کے لئے ایک پولیس ہے ہر شخص پر پولیس کا خرچہ دو روپیہ ہے۔ حکومت ہند چار پانچ لاکھ روپیہ ہاؤس پر خرچ کرتی ہے۔ پولیس اور ملٹری پر ساڑھے چھ یا سات کروڑ روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ پولیس پر تو ہمارے ہاں فی کس دو روپیہ خرچ کئے جاتے ہیں لیکن مڈلسنس (Medicines) پر یہاں فی کس ایک روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ صحت کے لئے ایک روپیہ اور رکشنا یا بھکشنا پر (رکشنا, भक्षणा) کے لئے پولیس پر جو خرچ کیا جا رہا ہے اس کا تناسب ٹھیک نہیں ہے۔ اگر آپ پرانے ڈھانچے کو قائم رکھنے کے لئے اور لوٹ کھسوٹ کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے اتنا زیادہ بوجھ ہمارے کندھوں پر ڈالنا چاہتے ہیں تو اور بات ہے۔ عوام کی اہم ضرورتوں کے لئے آپ کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ میں کہوں گا کہ کسی صورت میں ٹارگٹ (Target) پانچ فی صد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے حیف منسٹر صاحب نے بھی کہا تھا کہ ہم کیا کریں، عملی دشواریاں ہیں۔ ہم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ (۶۸۸۱) لوگوں کی کمی کی جائیگی مگر فائرنگ کو بھانا بنا کر

صرف (۸۰) لوگوں کو کم کیا گیا ہے۔ ہماری یہ مانگ ہے کہ پولیس فورس میں (۱۷) ہزار کی کمی ہونی چاہیئے۔ گذشتہ سال (۸۱) ہزار تھے۔ اب (۳۱) ہزار باقی ہیں۔ میں کہوں گا کہ ایک ٹارگٹ مقرر ہونا چاہیئے جو (۵) فیصد سے زیادہ نہ ہونے بائے۔ نظام کے زمانے میں اس کے خلاف ہم لڑتے رہے ہیں کہ ہم کو دبانے کے لئے فورس بڑھائی گئی ہے۔ آج کی حکومت بھی اسی طرح سوچ رہی ہے۔ آئریبل ہوم منسٹر نے کہا تھا کہ پولیس کا جوان بھی تو غریب ہے، وہ بھی ہمارا ایک بھائی ہے اور اس بارے میں بھی ہمیں سوچنا چاہیئے۔ میں یہ کہوں گا کہ پولیس میں کمی کی جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ کمی کے بعد پولیس میں جولوگ رہ جائیں انہیں تنخواہیں زیادہ ملنی چاہئیں۔ بمبئی میں جو تنخواہیں دی جاتی ہیں اس کے مسائل دیجانی چاہئیں۔ یہاں پچیس ہزار پولیس ہے اور ان کی رہائش کے لئے آپ کے پاس (۳) ہزار مکانات ہیں۔ یہ ہیں آپ کے ہاؤسنگ اریجمنٹس (Housing Arrangements) ۲۲ ہزار پولیس کو تتر بتر رہنا پڑتا ہے ان کے لئے ہاؤسنگ کا انتظام کیا جانا چاہیئے اس سے پہلے کی حکومت نے غیر ذمہ دارانہ طور پر حکومت ہند کو ہماری ملٹری کے پیارکس حوالے کئے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ ہمارے یہاں کا ہاؤسنگ کنڈیشن اتنا برا ہے ہمیں یہ مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ گھر ہمیں واپس دیئے جائیں۔ دوسری چیز جو ہاؤسنگ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہوم ڈپارٹمنٹ نے ایک سرکیولر جاری کیا ہے کہ کمیونسٹ اور دوسری ایسی پارٹیز جو کانگریس کے علاوہ ہوں ان پر کڑی نگرانی رکھی جائے اور ان کے ساتھ رعایت نہ برتی جائے بلکہ جہاں کہیں ضرورت ہو ان پر مقدمات قائم کئے جائیں۔ اگر آپ کی یہی پالیسی ہے اور اس طرح عوام کو آپ جیلوں میں پھرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ مگر میں کہوں گا کہ یہ آپ کا فرض ہے کہ جہاں جہاں غنڈہ گردی ہوتی ہے اس کا انسداد کریں نہ کہ پارٹیز کے حوالہ سے اس قسم کے احکام جاری کریں۔

ایک طرف تو کانگریس کی حکومت کہتی ہے کہ وہ جمہوری اصولوں پر چل رہی ہے اور دوسری طرف اس طرح سے سرکیولرس (Circulars) نکالے جاتے ہیں اور پارٹیوں کے خلاف احکام دیئے جاتے ہیں۔ ایسے طرز عمل سے جمہوریت پنپ نہیں سکتی۔ ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ پورے کئے ہیں۔ آپ کو بھی چاہئے کہ ہم سے کئے ہوئے وعدے پورے کریں۔ مجھے مرہٹی کی ایک کہاوٹ یاد آتی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ ہندو کے ہاتھ میں آگ کی کولتی دی جائے تو وہ گھر جلا دیتا ہے،

مساوات کی پڑی پڑی باتیں یہاں کی جاتی ہیں۔ لیکن جب ایک پارٹی کا لیڈر اس

ہاؤس میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو Bell was ringing

مجھے پانچ منٹ اور دیئے جائیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ پولیس میں جو خرابیاں ہیں اون کو دور کیا جائے۔ رشوت خواری کی عادت اون سے چھڑائی جائے۔ جو نئے سب انسپکٹرز بھرتی ہو رہے ہیں وہ بھی پرانے سب انسپکٹرز کی وجہ سے بگڑتے جا رہے ہیں۔ ننگنڈہ، ناندیڑ اور محبوب نگر۔

میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ ڈی۔ ایس۔ پی سرکیولر نکالتے ہیں کہ پی۔ ڈی۔ ایف کے ممبروں کے خلاف مقدمے قائم کئے جائیں۔ مبن چیلنج دیکر کہتا ہوں کہ میں اسکو ثابت کرنے کیلئے قیام ہوں کہ اس قسم کا سرکیولر جاری کیا گیا ہے۔ اس سے سب انسپکٹرس فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ جس کو چاہے گرفتار کر رہے ہیں۔ اور کانگریس پارٹی کی طرف سے اسکی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ کانگریس پارٹی کو چاہئے کہ اس قسم کی ریپرسیو پالیسی (Repressive Policy) کو ترک کر دے۔ جمہوریت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام پارٹیوں کو مساوی طور پر کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ جمہوری طریقوں سے عوام کے سوالوں کو حل کرنا چاہئے۔ ریپیشن (Repression) کی جو پالیسی اختیار کی گئی ہے اس کی وضاحت اس سے ہوگی۔ ہاؤس کے سامنے میں اعداد رکھتا ہوں۔ ہمارے ۲۰ کاسریڈس کو سزائے موت دی گئی ہے اور یہ سزا ۲۰۔۳۰ سال قید میں تبدیل کی گئی ہے۔ یہ ہمارے بڑے بڑے کارکن ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے جو جدوجہد کی ہے۔ اسکی بارے میں حکومت کا خیال جدا ہو۔ رضاکاروں کے زمانے میں یہی وہ لڑے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی اور زمین کے لئے لڑائی لڑی ہے۔ ۲۰ لوگوں کو سزائے موت ہوئی ہے۔ ۳۰ لوگوں کو ۲۰ سال کی سزا ہوئی ہے۔ اس طرح ۶۷ آدمی ۲۰ سال کی سزا پارہے ہیں۔ اسکی بعد جنہیں ۱۰ سال کی سزا دی گئی ہے انکی تعداد ۸ ہے۔ ۵ سال یا ۵ سال سے کم جن لوگوں کو سزا ہوئی ہے ان کی تعداد ۳۸ ہے۔ اس طرح جماعہ ۱۱۸ لوگ ہیں جو سنٹرل جیل یا دوسری جیلوں میں سزائیں پا رہے ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں ہوم منسٹر سے بھی بات چیت کرنے کا موقع ملا۔ ان سے اور حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح انہیں جیلوں میں بند کر دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اس موقع پر میں بھگت سنگھ اور انکی پارٹی کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے سنہ ۱۹۳۰ء میں بہت کچھ کیا۔ لیکن جب سنہ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کی منشوری آئی تو اس وقت تمام سیاسی قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ ہمارے ۱۱۸ کاسریڈس کو جنہوں نے جاگیرداروں اور نظام کے خلاف لڑائی لڑی چھوڑ دینا چاہئے۔ انکے بارے میں سیاسی نقطہ نظر سے غور کرنا چاہئے۔ جمہوری حالات پیدا کرنے کے لئے حکومت کے لئے یہ ضروری ہے۔

مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ مختلف لوگوں پر کیسیس چلائے جا رہے ہیں جس سے ہمارے ہزاروں روپیے ضائع ہو رہے ہیں۔ ایسے کیسیس کی تعداد (۱۰۰) کے قریب ہے۔ میں آنریبل ہوم منسٹر سے کہوں گا کہ اس طرح فضول کیسیس چلانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوئے پاتا۔ ہاں اگر یہ کیسیس چوری اور ڈکیتی کے ہوتے تو اور بات تھی۔ لیکن آپ سیاسی نظریات کے تحت ان پر مقدمے چلا رہے ہیں۔ یہ جمہوری طریقہ نہیں۔ خوشی کی بات ہے ایک کوئسٹین (Question) کے جواب میں حال ہی میں ہوم منسٹر نے بتایا کہ ہماری پلرٹی کے ۱۰ لیڈروں پر وارنٹ نہیں ہیں بلکہ ایک پر ہے۔ اسکی بموجب ہم اسید کرتے ہیں کہ اگر یہ کاسریڈس باہر آئیں تو ان پر کوئی وارنٹ لا کر پولیس انہیں گرفتار نہ کر لے گی۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے ایک نیا دور ہمیں

شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے نہ صرف عوام کو اطمینان ہوگا بلکہ پولیس پر خرچ بھی کم ہوگا اور ہم یہی بچت نیشن بلڈنگ ورکس (Nation Building Works) پر خرچ کر سکتے ہیں۔ لہذا میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ امنیٹی (Amnesty) کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے۔

مجھے جیل کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ میں پوچھتا ہوں جیل کا مینوفیکچرنگ ڈپارٹمنٹ (Manufacturing Dept.) خود مکفی کیوں نہیں ہوتا؟ وہاں جن قیدیوں سے کام لیا جاتا ہے انہیں تنخواہ تو نہیں دی جاتی۔ ان سے فورسڈ لیبر (Forced Labour) کی طرح کام لیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس پر (۲۰۳۰۰۰) روپیے خرچ کیا جاتے ہیں اور آمدنی (۱۷۱۰۰۰) روپیے ہوتی ہے اس طرح یہ شعبہ خسارہ میں چل رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو مال وہاں بنتا ہے اسکو یا تو وہاں کے متعلقہ لوگ مفت حاصل کر لیتے ہیں یا بہت کم معاوضہ دیکر حاصل کر لیتے ہیں۔ وہاں کے پراڈکٹس (Products) خانگی کاموں میں استعمال ہوتے ہیں۔ قیدیوں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ تو بہت کم ہوتا ہے۔ لیکن چیزوں کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ میں خود جیل میں گنجی نمبر (۱۶) میں تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ وہاں کے بھینسوں کا دودھ وہاں سے ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کے پاس جایا کرتا تھا۔ میں لیجانے والے سے پوچھتا تھا کہ یہ کہاں جا رہا ہے۔ وہ بتاتے تھے کہ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کے پاس جا رہا ہے۔ اسی طرح ترکاری میں تیل کم ہوتا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوتا کہ یہ سامان بھی باہر جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں انریبل ہوم منسٹر اس سے واقف ہونگے۔ وہ بھی تو جیل میں تھے۔ جیل اڈمنسٹریشن میں کرپشن (Corruption) کی یہ حالت ہے۔ میں یہ وارننگ دینا چاہتا ہوں کہ جیل ڈپارٹمنٹ سے اس بد انتظامی کو دور کیا جا کر وہاں کے مینوفیکچرنگ ڈپارٹمنٹ کے خسارے کو دور کیا جائے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ بیچارے وہاں کے رہنے والوں پر کام کا بوجھ اور زیادہ کر دیا جائے۔ یہ تو انکی بد قسمتی ہوگی۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ انتظام ٹھیک ہو۔

میں نے زیادہ وقت لیا ہے۔ آخر میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے پاس ایک نیم نو آبادیاتی اڈمنسٹریشن (Administration) چلا آ رہا ہے۔ لایٹ آرڈر (Law and Order) کی مینٹیننس (Maintenance) کے لئے پولیس کا دباؤ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس تصور کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ عوام اگر حالات ٹھیک ہوں تو خود ہی لایٹ آرڈر رکھتے ہیں۔ اور آج کل تو کئی ممالک میں پولیس آفیسر کے بھی الکشن کا طریقہ رائج ہو رہا ہے۔ ہمیں بھی اپنا ماحول تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ پولیس کو ریپریشن (Repression) کا نظریہ چھوڑ کر سروس کے جذبہ کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ اگر حکومت اس طرح آگے قدم اٹھائے تو میں سمجھتا ہوں اس سے ملک کا کافی سدھار ہوگا اور اڈمنسٹریشن بھی بہتر ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں ضرور غور کیا جائیگا۔

Shri Ankush Rao Ghare : Sir, The annual report of the Public Service Commission throws great light on the working of the R.T.D. We have suffered a loss of about 21 lakhs.

شری دگمبر راؤ بندو - اے۔ کے۔ آر۔ کے بارے میں یہ اعتراض ہے کہ آنریبل ہیر کا کٹ مرین آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کے بارے میں نہیں ہے۔ کٹ مونسن تو اٹھ بیس کیا گیا ہے کہ اے۔ ٹی۔ ٹرانسپورٹ اٹھارویں کے بارے میں ڈسکس (Discuss) کیا جاؤ گا۔

شری انکش راؤ : میں اسے اس طرف آرہا ہوں۔

That shows the extent of lack of supervision in the Department. Speaking about the State Transport authority, it is another story. It shows..

Shri V. D. Deshpande : Point of Order, Sir.

دقت یہ ہے کہ ایک ڈپارٹمنٹ ایک منسٹر کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن اس کے کچھ مددات دوسرے منسٹر کے ڈیمانڈس میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ڈسکشن کس طرح ہو سکتا ہے۔ آر۔ ٹی۔ ڈی۔ ہوم منسٹر کے تحت ہے لیکن اس کی رقم ان کے ڈیمانڈس میں نہیں بتائی گئی ہے۔ اس کی وضاحت ہوتو مناسب ہے۔

Mr. Speaker : General Department. (Laughter).

Shri Ankush Rao Ghare : There are only 14 District Inspectors who supervise the working of buses. Private buses have to ply on fair weather roads. Permits asked for have not been issued. Though Mileage rate has been prescribed by law at 9 pies per mile it is being charged in excess by many private bus-owners. This is done with the connivance of the Inspectors. Look at their salaries and the way of life they lead. This shows there is some sort of arrangement between these Inspectors and private proprietors of motors, lorries, etc.

The reason for the reduction in the income of R.T.D. is not far to seek. Permits have been issued on parallel roads of P.W.D. so as to reduce the income of the R.T.D. This matter has not been looked into by the Department.

Some appointments were made in the R.T.D. which do not speak any thing but of nepotism on the part of the Government. This is a matter which needs to be enquired into by

an impartial committee, because, though the Government may say that they are thinking of forming a corporation and like that, there cannot be such an amount of loss of public money.

The private motor lorry owners do not care for the officers. There is much to be said in the matter of issue of tickets. There is overcrowding. All these matters have been reported by the general public ; but no drastic steps have been taken.

In a memorandum submitted to the hon. the Home Minister, we showed how 40 private buses were being plied on P.W.D. roads and how Bus-owners or Conductors were collecting mileage in excess of the fare fixed by Government, involving a loss of 2½ lakhs of rupees to the public. But there is no investigation into that matter. If the private proprietors are able to earn 3½ lakhs and more, I wonder why our R.T.D. should suffer a loss of 21 lakhs. I think to obviate all these things it is necessary to have a better supervising staff and an investigation into all these charges. Investigation must be held on to the working of such officers who indulge in criminal acts with a view to improving the tone of our administration.

In Pre-Police Action days, the C.I.D. used to report directly to the Head-Quarters at Hyderabad any breach on the part of officers as well as public. But now the investigation Department reports to the D.S.P. of the District. There is a vicious chain of officers to make profit out of thier offices. This system of reporting only to the D.S.P. should stop and the Investigation Department must have a direct touch with the Home Minister so that any partiality or any deviation can be taken due notice of.

شری جی - سری راملو - مسٹر اسپیکر سر - میرا کٹ موشن اسٹیٹ کے اڈمنسٹریشن آف جسٹس (Administration of Justice) کے بارے میں ہے - اڈمنسٹریشن آف جسٹس کے تعلق سے (۴۲۴۱۸۰۰) روپے کا جو ڈیمانڈ پیش کیا گیا ہے اس میں نے صرف ایک سو روپیہ کٹ کرنے کے متعلق موشن پیش کیا ہے - کیونکہ میں اس سلسلہ میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اسٹیٹ میں یہ اڈمنسٹریشن کس طرح کام کر رہا ہے اور اس کے لئے کیا کرنا چاہئے .. میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کیا اس محکمہ کی جانب سے شاکیوں کو انصاف مل رہا ہے یا نہیں -

یہ ایک کلیہ ہے کہ انصاف کرنے والے محکموں کو آمدنی کا ذریعہ نہیں قرار دیا جانا چاہئے .. خاص طور پر آج کی کانگریس حکومت کے لئے جو گاندھی جی کے نام لیوا ہے

اس امر کو دھیان میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ محکمہ انصاف کو ایک ذریعہ آمدنی کا مد نہ بنایا جائے۔ لیکن اگر ہم ڈپارٹمنٹ کے فیگرس (Figures) دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس ڈمنسٹریشن آف جسٹس سے لگ بھگ (۴۱) لاکھ روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ ہائی کورٹ ڈمنسٹریشن پر (۴۲) لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اسٹامپس - اینڈ اسٹورس کے سامانہ میں (۳) لاکھ اس طرح (۴۵) لاکھ کا خرچہ ہو رہا ہے اور آمدنی - میل آف نان جوڈینسیل اسٹامپس (Sale of Non-Judicial Stamps) ڈاکومنٹری اسٹامپس (Documentary Stamps) کورٹ فی (Court-fee) اور فائنس (Fines) سے ہو رہی ہے جس کی جملہ مقدار (۴۱) لاکھ روپیہ ہے۔ اس طریقہ سے اس میں (۶) لاکھ کی بچہ ہوتی ہے۔ ڈمنسٹریشن آف جسٹس کا محکموں انصاف بہم پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن اسے محکموں کے متعلق بھی ہماری کانگریسی حکومت بچنے کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یہ میں صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت وہ انصاف کو ہر شخص تک پہنچانے کے لئے تیار نہیں۔ کانگریسی حکومت سے عوام یہ توقع کر رہے تھے کہ اگر ان کی معاشی حالت نہ سدھاری جائے اور ہمارے دیش کو جنت نہ بنایا جائے تو کم از کم وہ ہم کو انصاف تو حاصل کرنے دے۔ ہم اگر اپنی شکایات پیش کریں گے تو کوئی نہ کوئی سنے والا تو رہیگا۔ ہم بلا کسی خرچہ اور تاخیر کے انصاف تو حاصل کر سکیں گے۔ آزادی کے بعد رعایا نے یہ سوچا تھا کہ ہمارے گھروں پر ہم کو انصاف ملیگا۔ لیکن میں کہوں گا کہ کانگریس راج میں انصاف بکتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے نیتا جے پرکاش نارائن نے کہا کہ کانگریس راج میں تو انصاف بکتا ہے۔ اس راج میں انصاف دیا نہیں جاتا بلکہ بکتا ہے۔ اگر ہم (۱۰) روپیہ خرچ کریں گے تو (۱۰) روپیہ کا انصاف ملے گا۔ اگر (۵۰) روپے خرچ کریں گے تو (۵۰) روپیہ کا۔ اگر (۱۰۰) روپیہ خرچ کریں گے تو (۱۰۰) روپیہ اور اگر (۱۰۰۰) ہزار روپیہ خرچ کریں گے تو (۱۰۰۰) روپیہ کا انصاف ملے گا۔ جتنا زیادہ روپیہ خرچ کیا جائیگا اتنا ٹھوس انصاف ملیگا۔ اگر کوئی کسان سپریم کورٹ میں مقدمہ لڑنا چاہے تو میں نہیں سمجھتا کہ کیا وہ اپنی پوری جائیداد بیچ کر بھی اتنا روپیہ فراہم کر سکے گا کہ انصاف کے لئے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹا سکے۔ ہمارے دیش کے کسانوں کی معاشی حالت ایسی نہیں کہ وہ اپنے جھگڑے چکانے کے لئے دیوانی عدالتوں میں یا کسی اور عدالتوں میں جائیں۔ اس لئے وہاں ریڈ ٹاپ ازم (Red Tapism) اس قدر ہوتا ہے کہ اس کا بار وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ ڈرتا ہے کہ اتنے اخراجات برداشت نہیں کر سکیگا۔ اس طرح اگر کوئی انصاف کا طلبگار وہاں کوئی دعویٰ پیش کرتا ہے تو وہ اس قسم کی جھنجھٹوں میں پڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قانونی حقوق رکھنے کے باوجود لوگ عدالت میں جانے سے ڈرتے ہیں۔ اور یہی اچھا سمجھتے ہیں کہ اس جھنجھٹ میں پڑنے سے یہ بہتر ہے کہ ہم آپس میں ہی صلح کر لیں۔ چنانچہ وہ اپنے جاگیردار سے جن سے اون کا جھگڑا رہتا ہے اپنے گھروں کے دروازے پر بیٹھ کر فیصہ کر لیتے ہیں۔ اون کی معاشی حالت ایسی نہیں ہوتی کہ عدالتوں کے اخراجات برداشت کریں۔ یہاں عدالتوں کو آمدنی کا محکمہ بنا کر رکھا گیا ہے جس کی وجہ

سے وہ لوگ واماں آنے سے ڈرتے ہیں یہ جو رجمن ہر رولنگ یارٹی یعنی کانگریس پارٹی کی اوس کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ابک بڑا قدم اس سلسلہ میں اٹھایا جانا چاہئے۔ بہت سے اسٹیس میں اس سلسلہ میں کوتاہی ہوئی کہ کورٹ فی ایکٹ کی چہان پن کرکے یہ دیکھا جائے کہ اسٹامپس اور کورٹ فی (Court-fee) کہاں تک گھٹایا جاسکتا ہے۔ کمبٹیاں قائم کی گئی ہیں اور ریورٹس اسمبلی میں پیش کی جاچکی ہیں۔ عنقریب اون ریورٹوں پر عمل کیا جائے والا ہے۔ اگر یہاں کی حکومت بھی اس جانب قدم اٹھائے تو بہتر ہوگا۔ میں آنریبل ہوم منسٹر سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں کی عدالتوں میں کورٹ فی اور دیگر اسٹامپس کا اتنا بار ہے کہ کوئی بھی انصاف کا طالب غریب آدمی اوس کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ہمارے اسٹامپس اور رسوم کے بہت زیادہ اخراجات ہیں۔ چہاں پن کرکے اس میں کمی کرنے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ انصاف پہنچانے کے لئے اس نظریہ سے کہ انصاف نہ بکنا چاہئے بلکہ انصاف طالب انصاف کے پاس خود بخود پہنچانا چاہئے، ایک تبدیلی لائیں۔ اگر ہم اس نظریہ کے تحت اسکی چہان پن کے لئے کمیٹی مقرر کریں تو بہتر ہوگا۔

اسکے علاوہ میرا خیال ہے کہ ہر دس یا بیس مواضع کے لئے اسال کازس کورٹ (Small Causes Court) قائم کی جائے تاکہ عوام کے چھوٹے چھوٹے مسائل کا تصفیہ بجائے منصفی میں جانے کے وہاں ہوسکے۔ اس طرح اگر عمل کیا جائے تو گاندھی جی پنچایت راج کے ممبروں کو جوڈیشیری رائٹس دے جانے کے بارے میں گاندھی جی کا جو خواب تھا وہ پورا ہوسکتا ہے۔ اگر چیکہ پنچایتوں کو جوڈیشل رائٹس (Judicial Rights) دینے کے متعلق کچھ اور مدت کے بعد سوچا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جو ممبرس پنچایتوں کا کام سنبھال رہے ہیں اون میں موجودہ کام ہی سنبھالنے کا جذبہ پیدا نہیں ہوا ہے۔ اس لئے جوڈیشیری رائٹس (Judiciary Rights) کچھ عرصہ کے بعد دئے جاسکتے ہیں۔ لیکن میں یہ سبیشن (Suggestion) ضرور دینا چاہتا ہوں کہ تعلقہ جات میں زمینات کے متعلق یا اور دوسری چیزوں کے بارے میں دیوانی نوعیت کے جو چھوٹے چھوٹے نزاعات پیدا ہوتے ہیں اون کے تصفیہ کے لئے اسال کازس کورٹس قائم کئے جانے چاہئیں۔ یہ مسئلہ صرف حیدرآباد کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ دیگر اسٹیس کا مسئلہ بھی ہے اس لئے نہ صرف حیدرآباد کی حکومت کو بلکہ سنٹر کو بھی اس کے متعلق غور کرنا چاہئے۔ اور زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ اگر ہم چلنا چاہتے ہیں تو اس سلسلہ میں ایک ایسی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جانی چاہئے تاکہ اس بارے میں اپنا رپورٹ عنقریب ہی پیش کر سکے۔

افسوس کہ بعض عدالتوں کو ابالش (Abolish) کرنے کے متعلق سوچا جارہا ہے۔ ایک طرف تو ہم عدالتوں کے اختیارات یعنی دو ہزار سے چار ہزار تک بڑھانے کے متعلق سوچ رہے ہیں اور دوسری طرف عدالتوں کو تخفیف کرنے کے متعلق سوچا جارہا ہے۔ یہ چیز پروگرس (Progress) کے خلاف لیجانے والی ہے۔ اس لئے میں

آنریبل منسٹر سے درخواست کرنا ہوں کہ منصف کورٹس بڑھائے جائیں اور عدالتوں کو آمدنی کا محکمہ نہ بنایا جائے۔

ہمارے یہاں چیف جسٹس کی تنخواہ (۴) ہزار روپیہ ہے۔ اور ایک ٹاب ہیوی اڈمنسٹریٹو (Top-heavy Administration) کے تحت یہاں کام ہو رہا ہے۔ یہاں عدالت کا ہیڈ باہر سے آنا ہے۔ یہی نہیں بلکہ پولیس کا ہیڈ بھی باہر سے آتا ہے۔ ریونیو کا ہیڈ بھی باہر سے آتا ہے۔ گویا کانگریسی حکومت حیدر آباد کے ہر ڈپارٹمنٹ میں ہیڈلیس (Headless) بنا رہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ”حیدر آباد میں ہر ڈپارٹمنٹ کا ہیڈ باہر کا ہو حیدر آبادی نہ ہو۔ باہر کا کنٹرول ہمارے ہر ڈپارٹمنٹس پر رہے۔“ میں اسکی وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ کانگریس میں اندرونی خانہ جنگی ہو رہی ہے جس سے اون کی نا اہلی اور کھوکھلا پن ثابت ہو رہا ہے۔ یہی چیز اس کا باعث بن گئی ہے۔ اس ہیڈ کی تنخواہ ۴ ہزار آئی۔ جی۔ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہی بڑی تنخواہ لینے والے جھونپڑیوں تک انصاف نہیں پہنچا سکتے۔ وہ وہیں بیٹھے بیٹھے انصاف کرینگے۔ میرا سنجیشن یہ ہے کہ اتنا زیادہ جو خرچہ ہو رہا ہے وہ بچایا جائے اور اس سے منصف کورٹس اور سوبائیل کورٹس (Mobile Courts) قائم کئے جائیں تاکہ عوام کو زیادہ تیزی کے ساتھ انصاف مل سکے۔ اگر جوڈیشیری سسٹم (Judiciary System) وسیع کیا جائے تو عوام میں بھی کانسیٹی ٹوشنل (Constitutional) طریقہ پر کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اپنے معاملات اور شکایتوں کے لئے وہ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائینگے۔ ورنہ دوسرے طریقہ اختیار کرینگے اور مجبوراً ان سوشل الیمینٹس (Un-Social Elements) بن جائینگے۔ کیونکہ اپنی معاشی حالت کی بناء پر وہ در دراز مقامات پر جا کر انصاف حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ کورٹ فی ایکٹ میں ترمیم کی جائے اور بجائے انصاف بیچنے کے گاؤں اور عوام کی جھونپڑیوں تک انصاف پہنچایا جائے۔ ورنہ عوام یہ سمجھ بیٹھینگے کہ ہماری شکایت سننے والا کوئی نہیں ہے۔ فوری انصاف حاصل و طلب کرنا عوام کا سب سے زیادہ فنڈامینٹل رائٹ (Fundamental Right) ہے۔ حکومت جو کانوں پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے اس سے کام نہیں چل سکیگا۔ عوام کے مطالبات سننا اور اون کو انصاف بہم پہنچانا حکومت کا فرض ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے میں آنریبل ہوم منسٹر سے درخواست کرونگا کہ اس کے متعلق پوری طرح چھان بین کر کے عدالتوں کو بڑھایا جائے اور کورٹ فی اور اسٹاپ کی اجرت میں کمی کی جائے ورنہ عوام کو انصاف حاصل نہ ہو سکیگا۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری کٹھ رام ریڈی - مسٹر اسپیکر سر - میں نے مد (۱۶) اڈمنسٹریشن آف جسٹس (Administration of Justice) کے ڈیمانڈ پر ایک سو روپیہ کا کٹ موٹن پیش کیا ہے۔ کیونکہ آج عدالتوں میں جو کام ہو رہا ہے اوس کے متعلق چند حقائق ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ مسئلہ بات ہے کہ انڈین ریپبلک (Indian Republic) کے کانسیٹی ٹوشن کے تحت حیدر آباد بھی ایک سیکولر اسٹیٹ (Secular State) ہے۔ یہ بھی مسئلہ ہے کہ جوڈیشیری اکزیکیوٹو سے علیحدہ ہے۔ اس لئے اکزیکیوٹو کا

کوئی دباؤ جوڈیشیری پر نہ ہونا چاہئے۔ آج ہم اگر جمہوری دور کے ایک سال کے بعد نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اکزیکیٹیو کا دباؤ اور اثر جوڈیشیری پر ہو رہا ہے۔ اس کی میں تمثیلیں بتاؤنگا کہ اکزیکیٹیو کا دباؤ جوڈیشیری پر کس طرح ہو رہا ہے۔ وکلاء جو اس ایوان میں ہیں اسکا تجربہ رکھتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں عدالتوں کا خاص معیار تھا۔ آج اکزیکیٹیو عدالتوں پر اس قدر اثر انداز ہو رہی ہے کہ عدالتیں اپنے فرائض ادا کرنے میں مجبور ہوتے جا رہے ہیں۔ اسکی مثال اسطرح دیجا سکتی ہے کہ اضلاع میں پارٹیز کی حکومت ہو گئی ہے اور پارٹیز میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ یہ چیز اضلاع میں بہت کام کر رہی ہے۔ خاص کر جوڈیشیری (Judiciary) میں جو لوگ ہیں وہ جانتے ہیں کہ جوڈیشیری کی کیا حالت ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ حیدرآباد میں جوڈیشیری کا معیار گھٹ جائیگا۔ اکزیکیٹیو میں ہول اینڈ سول (Whole and Sole) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ رہتا ہے۔ عدالت میں گواہ جب لائے جاتے ہیں تو انکے ساتھ آدھا درجن پولس آفیسر ہوتے ہیں۔ گواہوں کو بیانات مار کر، خوف دلا کر دلاتے ہیں اور کیا کیا طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ہاؤس اس سے بخوبی واقف ہے۔ آخر کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ وہ پولس آفیسر جو اپنی قابلیت بتانا چاہتے ہیں یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ حکومت کی مضبوطی کے لئے کر رہے ہیں۔ جہاں حکومت کی مشنری میں ایسے نفائص ہوں وہ کیسے عوامی خدمت کر سکتی ہے؟ میں اس مشنری کی خرابیوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جوڈیشیری کس طرح اکزیکیٹیو سے متاثر ہو رہی ہے اسکی مثال دینا چاہتا ہوں۔ گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم فلاں فلاں اشخاص کو سزا دلائینگے۔ ایک منسٹر جب ایک تعلقہ میں آکر اسطرح کہتے ہیں تو کیا اس بات سے ایک منصف متاثر نہیں ہو سکتا؟ انسانی فطرت سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں؟ کیا اس سے منصف پر اثر نہیں پڑیگا؟ ایسی خبریں اخبارات میں آتی ہیں۔ چونکہ حکومت نے انکی کوئی تودید نہیں کی اسلئے میں اسکا اظہار کر رہا ہوں۔ عوام پر پولس کے ذریعہ حکومت کرنا چاہیں تو یہ طریقہ مناسب نہیں سمجھا جائیگا۔ یہ نہ دیکھنا چاہئے کہ کون کس فرقہ کا ہے یا کس طبقہ کا ہے۔ عدالت میں ہر ایک کو انصاف ملنا چاہئے۔ عدالتوں کو یہ نہ دیکھنا چاہئے کہ کون کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے اور آج کس پارٹی کی حکومت ہے۔ مریال گوڑہ کے تعلق سے میں کہوںگا کہ (۹۵) فیصد مقدمات میں اس قسم کے چالانات ہوئے ہیں۔ جو اعلیٰ عدالتوں میں گھٹتے ہوئے ہیں تو اعلیٰ عدالتوں میں جا کر اپیل میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ اسکا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے ہاں کے مقدمات کس طرح چلائے جاتے ہیں، ماتحت عدالتوں میں کیا ہو رہا ہے، اور کس طرح اکزیکیٹیو کے اثرات پڑ رہے ہیں۔ میں جس افسر کا ذکر کر رہا ہوں انکو گولڈ مڈل ملا ہے۔ حکومت کی پالیسی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ ہو رہا ہے کہ مخالف پارٹی کے خلاف کچھ بھی کہا جائے تو معمولی معمولی باتوں پر کیس قائم ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں حکومت سے ہم کیا توقع رکھیں؟ حالیہ واقعہ یہ ہے کہ رات کے وقت ایک بیوہ عورت کے گھر کو لوٹا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ خلاف پارٹی اور پولس کی سازش تھی۔ جب پولس سے کہا گیا تو وہ دوسری پارٹی کے لوگوں سے ملکر اس عورت

کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا برزہ دیتا ہے کہ تمہارے موافق شہادت فراہم نہیں ہو سکتی۔ تم کو جو کارروائی کرنا ہے کرلو۔ اس جانب ہوم منسٹر صاحب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ تصدیق چاہتے ہیں تو میں تصدیق کرانے کیلئے تیار ہوں۔ کیا آنریبل ہوم منسٹر جو خود بھی ایک وکیل رہ چکے ہیں ایک قانون دان کی حیثیت سے اس چیز کو پسند کرتے ہیں کہ عدالتوں کا معیار گرجائے؟ میں نہ کہہ سکتا ہوں کہ منسٹرس کی اس قسم کی تقریروں کے بعد مقدمات کی تعداد بڑھ گئی۔ تعداد اتنی بڑھی کہ سنسن کورٹ کا کام بلگنڈہ میں بہت بڑھ گیا۔ اسے مقدمات میں اگر کسی وکیل نے بیروی کی تو اس کو ہر طرح سے درہنہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیونکہ کانگریسی کو خوش کر کے گولڈ میڈل حاصل کرنا ہے۔ جو بیروزگار کانگریسی ہوتے ہیں انکو ڈی وائی۔ ایس۔ پی۔ اپنے حسب سے تنخواہ دیتے ہیں اور ان سے خبریں حاصل کرنے کا کام لیتے ہیں۔ اس ماحول میں کام ہو رہا ہے۔ اب دوسری بات یہ بھی ہونے لگی ہے کہ اکزیکیٹیو اور جوائنٹری کے عہدہ داروں کے درمیان کانفرنس بھی ہونے لگی ہے۔ یہ لاینڈ آرڈر (Law and Order) ہے یا زبردستی اپنے مخالف پارٹیز کو دبانے کے مختلف طریقے ہیں؟ نادار ملزمین کے مقدمات جو سشن میں آتے ہیں انکے مقدمات کی بیروی کیلئے براویژن رکھا جاتا ہے اور انکی طرف سے وکلاء بیروی کیلئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ جمہا سشن کورٹس کیلئے (۷) ہزار روپیہ کی گنجائش مقرر کی گئی ہے۔ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے خرچ کرنا ہو تو آپ ایسی کفایت برتتے ہیں اور غیر ضروری امور پر روپیہ پانی کی طرح بہاتے ہیں۔ ضابطہ فوجداری میں یہ پراویژن رکھا گیا ہے کہ ہر نادار ملزم کی جانب سے بیروی کا انتظام کیا جانا چاہئے۔ ایک نادار ملزم پر خرچ کرنے کا سوال ہوتا ہے حکومت اس کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے کفایت کے بارے میں سوچتی ہے۔ ایک ملزم کو ایک جیل میں دوسرے ملزم کو دوسری جیل میں تیسرے ملزم کو تیسری جیل میں کسی کو حیدر آباد، کسی کو ورنگل میں اور کسی کو سکندر آباد میں رکھ کر بڑی بڑی لاریوں میں لانے لیجانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس طرح پٹرول پر ہزاروں روپیہ صرف کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن نادار ملزمین کی جانب سے بیروی کیلئے خرچ میں اکائی (Economy) کا خیال کیا جاتا ہے جو اصولاً صحیح نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔ اب ختم کیجئے۔

شری کٹھ رام ریڈی۔ صرف دو منٹ چاہتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اس طرح وقت لیا جائے تو دوسرے آنریبل ممبرس کو موقع نہیں مل سکے گا۔

شری کٹھ رام ریڈی۔ ہم نے اس ایک سال میں غور کیا کہ عدالتوں میں ایک خاص فرق نظر آتا جا رہا ہے۔ حکومت کے لوگوں کو ضمانت دیتے ہیں۔ قابل ضمانت مقدمات میں مہلت دی جاتی ہے۔ ضمانت پر نہیں چھوڑا جاتا۔ عہدہ داران پولس حکومت کو یہ باور کراتے ہیں کہ لا اینڈ آرڈر (Law and Order) کے منٹننس (Maintenance)

کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے .. میں کہوں گا کہ پولس کے ذریعہ لا اینڈ آرڈر مینٹین نہیں کیا جاسکا ، بلکہ انصاف ، قانون اور عدالتوں کے ذریعہ لا اینڈ آرڈر مینٹین کیا جانا ہے ..

گواہوں کے بیانات کے ترجمے کا بھی ایک اہم سہارا ہے .. ان کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہے ۔

جوان طبانہ کو (۳۰۰۰۰) روپیہ دئے جاتے ہیں ۔ غور کیا جائے کہ جوان طبانہ تعینات سمن و حکمنامہ جات کے اہم فرائض انجام دیتا ہے .. اوس کی اس قابل آمدنی میں کیسے گزر بسر ہو سکتی ہے ؟ حکومت کو چاہئے کہ ان چیزوں پر توجہ کرے ۔ اتنا کہہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر .. میں آنریبل ممبر کو اس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مقررہ وقت سے زیادہ وقت لینے کی کوشش نہ کریں ۔

شری پاپ ریڈی .. مسٹر اسپیکر سر .. ڈیمانڈ نمبر (۱۸) پولس کے تعاقب سے ہے ۔ اگر اسکے متعلق میں کچھ کہوں تو ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ میری نظر میں تو بس پولس ہی ہے ۔ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میری نظر میں سب ایٹمس ہیں ۔ لیکن بجٹ کے سب ایٹمس سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ تیسرا سب سے بڑا انٹم یہی ہے ۔ پہلا ایٹم کیپٹل اوٹ لے (Capital Out-lay) ہے جس پر بانچ کروڑ روپیے ایجوکیشن پر چار کروڑ اور تیسرا پولس پر تین کروڑ (۸۳) لاکھ روپیے خرچ کئے جانے والے ہیں ۔ میں اس سلسلہ میں ٹیک نیٹی کے ساتھ واقعات ہاؤس کے سامنے رکھوں گا ۔ ...

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ اب ساڑھے دس بج چکے ہیں ہم گیارہ بجے تک انجنوین ہوتے ہیں ۔

[The House then adjourned for recess till Eleven of the Clock]

[The House reassembled after recess at Eleven of the Clock]

[Mr. Deputy Speaker in the Chair].

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ شری پاپ ریڈی ۔

شری پاپ ریڈی ۔ پولس بجٹ کے بارے میں میں عرض کر رہا تھا کہ پولس کمیٹی (۳۳۸۵۰۰۰) روپے کی گجائش مانگی گئی ہے یہ ریویوزڈ اسٹیٹ (Revised Estimate) ہے ۔ میں اگر اس بارے میں کچھ کہوں تو یہ نہ سمجھا جائے کہ مجھے پولس سے عداوت ہے ۔ نہیں ۔ میں تو ان آدمیوں میں سے ہوں جو حکمرانیت کا انٹنسٹریشن چلانے کیلئے پولس کی ضروری سمجھتے ہیں ۔ مگر میرا خیال ہے کہ پولس پر اس قدر زیادہ خرچہ نہ کیا جانا چاہئے جتنا کہ اس وقت کیا جا رہا ہے ۔ یہ چار نظریہ میں فرق ہونے کی وجہ سے ہے ۔ میں پہلے پولس ڈیپارٹمنٹ کا تجزیہ کرونگا ۔ اگر ہم اس پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ

پولس پہلے زمانے میں نوابوں اور بادشاہوں کی شان بڑھانے کیلئے رکھی جاتی تھی۔ پولس کا مقصد بیلک کی سیوا کرنا بیلک کی حفاظت کرنا اور امن و امان قائم رکھنا نہیں تھا۔ بلکہ انہی شان اپنا رعب اور دبدبہ ظاہر کرنے کیلئے وہ رکھی جاتی تھی۔ لیکن آج جبکہ عوام کی رپریزنٹیشنو گورنمنٹ (Representative Government) ہے پولس کو رکھنے کا وہی تصور برقرار رکھنا غلط ہے۔ پولس رکھنی چاہئے، لیکن امن بیلک کی خدمت کے لئے۔ انہی ہی رکھنی چاہئے جتنی کہ اس غرض کیلئے ضروری ہے بھر مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ ہمارے آفیسرس کا جو کڈر ہے وہ انتہائی ان افیشینٹ (Inefficient) ہے۔ میں خاص طور پر پولس ڈپارٹمنٹ کے آفیسرس کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ دوسرے ڈپارٹمنٹس کے بارے میں امیں رورمرہ کے واقعات اور حادثات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ کس قدر ان افیشینٹ ہیں۔ ان لوگوں کی ذہنیتوں کو چینج (Change) کرنے کی ضرورت ہے۔ آنریبل چیف منسٹر نے کل یہ تسلیم کیا کہ وہ بیلک کے گناہگار ہیں۔ یہ تو گناہگار کے گناہگار ہیں۔ انہیں اس خیال کو سامنے رکھ کر بیلک کی سیوا کرنے کا جذبہ انہیں میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ میں مسکور ہوں کہ آنریبل چیف منسٹر نے خود کو بیلک کا گناہگار محسوس کیا۔ یہ امپریشن (Impression) برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہی اس کٹ موشن کا مقصد ہے۔

مجھے ریکروٹمنٹ ٹریننگ (Recruitment Training) کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے۔ کل چیف منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نو اکس سرویس من (Ex-servicemen) کو لینا چاہتے ہیں لیکن وہ باہر جانے کیلئے آمادہ نہیں ہوتے۔ ہو سکتا ہے وہ اپنے ماحول سے مجبور ہوں یا دقت محسوس کریں۔ لیکن میں چیف منسٹر سے پوچھتا ہوں اگر خود انہیں آسام اور تری پوہ کا چیف منسٹر بنادیا جائے تو کیا وہ خوشی خوشی چلے جائیں گے؟ اسی طرح ممکن ہے ان لوگوں نے بھی کچھ دقت محسوس کی ہو۔ جب تخفیف کا سوال آتا ہے تو لوکل سرونٹس (Local Servants) کو تخفیف کیا جاتا ہے۔ باہر سے جو سپاہی بلائے گئے ہیں انہیں ایچ۔ ایس۔ آر۔ سی، سی۔ آئی۔ ڈی۔ اور دوسرے یونٹس میں برقرار رکھا جاتا ہے۔ ان کے کیا کیا نام ہیں مجھے معلوم نہیں۔ مجھے تو اس سے کم ہی واسطہ پڑتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں لوکل انٹلجنشیا (Local Intellagentia) میں سے ریکروٹ منٹ (Recruitment) کیوں نہیں کی جاتی؟ آپ کی پولس کی بہادری کی حالت یہ ہے کہ افضل گنج کے ناکے کے پاس جبکہ ملکی ایجینٹیشن ہو رہا تھا مونیانے خود اپنی جھنڈی لگی ہوئی کار چھوڑ کر مجھ سے یہ کہا کہ

“Mr. Reddy, please control them.”

پھر کہا جاتا ہے کہ اس موومنٹ کے پیچھے ہم ہیں ہم اس موومنٹ کے پیچھے نہیں تھے یہ عوام کا موومنٹ تھا۔ افضل گنج کے ناکے کا سب انسپکٹر مجھے گرفتار کر کے یہ کہتا ہے کہ میں نے پاپ ریڈی جیسے آدمی کو گرفتار کیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ حکومت یہاں کے جو لوکل پریسنالٹیز (Local Personalities) جو اویلیبل (Available) ہیں ان کو کیوں استعمال نہیں کرتی؟ لیکن آج

کی حکومت نو اپنے گروؤں کے سکھانے۔ ریٹ اصولوں پر کام کرنا چاہتی ہے۔ انگریزوں کے زمانہ میں جب مدراس پر دباؤ ڈالنا ہوا تو پنجاب کی بولس استعمال کی جاتی تھی۔ جب بنگال کو دبانا ہوا تو پشاور کی فورس استعمال کی جاتی۔ شائد آج اسی پالیسی کے تحت یہاں باہر کے لوگ بولس میں رکھے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہاں کے لوگوں پر اعتبار نہیں۔ اور اگر آپ کا یہ خیال ہے تو میں یہ صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آپ درست ہو جائیں گے۔ مجھے گرفتار کرنے کیلئے ایک انجانی آدمی آیا تھا۔ شائد اس لئے کہ یہاں کے آدمی پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں نے کہا کہ ان کے آنے کی بھی کیا ضرورت تھی۔ اگر آریمل منسٹر ٹیلیفون کر دیتے تو میں خود بخود سنٹرل جیل پہنچ جاتا۔ بھونائی ڈائریکٹر، جیل تو پہچانت کے ہی آدمی ہیں۔ لیکن اس سے حکومت کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ یہاں کے لوگوں پر اعتبار نہیں کرتی۔ اگر آپ یہاں کے لوگوں کو لیں تو اس سے اب کے بجٹ میں بھی اکٹمی (Economy) ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ باہر کے لوگوں کو دیر گنی تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ زیادہ الونسز دینے پڑتے ہیں۔ لیکن آپ اپنے گرو انگریزوں کے اصول پر ریپریسن (Repression) برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

خرچ کے ایڈس میں ڈیٹیکٹیو اکسپنسز (Detective Expenses) اور اسکے ساتھ سیکریٹ اکسپنسز (Secret Expenses) بتلائے گئے ہیں۔ میں وجہتا ہوں کیا ڈیٹیکٹیو اکسپنسز بڑھ گئے ہیں؟ دیہاتوں میں جو چھوٹی چھوٹی واردائیں ہوتی ہیں ان کا تو پتہ بھی نہیں چلتا۔ لیکن حکومت کی مخالف جماعتوں کو دبانے کیلئے آپ اپنے کیڈر استعمال کرتے ہیں۔ اسکے لئے اکسپنسز بڑھاتے ہیں۔ کوئی اولیٹیکل پارٹی (Political Party) کسی کے دبانے سے نہیں دبتی۔ یہ تو عوام ہوتے ہیں جو کسی پارٹی کو دبا سکتے ہیں یا بڑھا سکتے ہیں۔

مجھے اس ڈیپارٹمنٹ کے سنٹرلائزیشن (Centralisation) کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ کو الگ انانمس یونٹ (Autonomus Unit) بنادیا گیا ہے۔ اور ہر ڈسٹرکٹ کیلئے علیحدہ انٹرول اکسپنسز رکھے گئے ہیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرے ڈیپارٹمنٹس کی طرح سنٹرل ریجیز اسٹور سے سب چیزیں آئی۔ جی۔ پی۔ کے پاس سربراہ ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اینٹی گن رنر اسکیم کیلئے ایک لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں۔ یہ کس سے متعلق ہے معلوم نہیں ہو سکا۔ اینٹی کرپشن اسکیم (Anti-Corruption Scheme) کیلئے ایک لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں۔ اس کی نسبت جیسا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی کہا، میں بھی اس کو ویلکم (Welcome) کرنا ہوں۔ آصف جی زمانے میں بھی ایسی کوئی گنجائش تھی۔ لیکن اس کا کیا حشر ہوتا تھا، ہمیں معلوم ہے۔ لیکن میں کہہ چکا کہ اب انٹرنل سیکیورٹی آف دی اسٹیٹ (Internal Security of the State) کی خاطر افیشینٹ پرسنلٹیز (Efficient personalities) کو لیکر یہ اسکیم چلائی جائے۔ ورنہ اگر اپنے بھانجے بھتیجیوں کو رکروٹ کرنے کیلئے ایسی اسکیم بنائی جاتی ہے تو اس کی ضرورت نہیں۔ جب یہ نمکدہ کام

کر رہا ہے۔ نو دس معلوم ہوا چاہئے کہ آخر اس ڈپارٹمنٹ نے کیا کیا کام کئے۔ اس سے کرپشن میں کچھ کمی ہوئی یا نہیں۔ سنٹر لائیزیشن کے بارے میں میں کہہ رہا تھا کہ آئی۔ جی۔ پی۔ کو خود سربراہی کا انتظام کرنا چاہئے۔ بجائے اسکے کہ ڈی۔ اس۔ بیز۔ کو انکی صوابدید پر چھوڑ دیں۔

You can instal Petrol Pumps yourself. اس سے آپ کے پاس حساب رسد۔
 ہے۔ اسی طرح ریجنز آف رامپنڈس اینڈ امونیشنس (Purchase of Raw-materials and Ammunition) کے لئے بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کو بھی چیک اب (Check-up) کیا جانا چاہئے۔ اس کی نسبت ڈی۔ بی۔ ایز۔ کو اٹانٹس بنادینا نہ خود گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف ہے اور عوام کے مفاد کے بھی خلاف ہے۔ اگر سنٹرل ریجنز اسٹورس خریدنے کا انتظام کیا جائے تو مارکٹ سے چپ ریٹ (Cheap Rate) پر مال سپلائی ہوگا اور جس طرح اس سنٹرل ریجنز ڈپارٹمنٹ کے ذریعہ سے دوسرے ڈپارٹمنٹس کی ضروریات بوی ہوتی ہیں اس محکمہ کی ضروریات بھی آسانی سے بہتر طور پر پوری ہو سکتی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئریبل ہوم منسٹر انی اسپیکر میں اس ہائینٹ کا جواب دینگے۔ اگر آئی۔ جی۔ پی۔ یہ انتظام بھی نہ کر سکے تو اس بوٹ کی توسیع کی ہی کیا ضرورت ہے؟ اس آفیسر کا کام ہے کہ وہ ٹھیک طریقہ پرچیک کرے۔ دو ہزار سے زائد کنخواہ دی جانے کا مقصد کیا ہے؟ یہ میرا سنجیشن ہے کہ سنٹرل ریجنز اسٹورس مال خرید کر اس محکمہ کے تمام یونٹس کو بھی حسب ضرورت مال کی سپلائی کی جائے۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے، اس لئے میں انی تقریر تم کرتا ہوں۔

श्री. भगवानराव गांजवे (नांदेड):—मिस्टर स्पीकर सर, अभी अभी अक ऑनरेबल मेंबर फार बिप्पागुडा ने चंद बातों का जिकर किया। उसी के सिलसिले में मैं अक चीज हायूस के सामन लाना चाहता हूं। कि उन्होंने जो बातें नांदेड के बारे में कहीं वे ठीक नहीं हैं। पोलिस के बारे में बहुत कुछ कहा गया। लॉ अँड ऑर्डर (Law and Order) को मेंटेन (Maintain) करने की जिम्मेदारी हुकूमत की होती है। और अगर कोअी व्यक्ति मुल्क में बदअितजामी फैलाने की कोशिस करे तो उसको रोकना पोलिस का फर्ज है। जब दूसरी पार्टीज के लोग गडबड मचाते हैं तो पोलिस कहांतक इसको चुपचाप देख सकती है? नांदेड के बारे में बहुत कुछ कहा गया। मैं मिसाल के तौर पर नांदेड जिले कि हदतक कहूंगा। अक पोलिटिकल पार्टी (Political Party) जो वहां काम करती है उसके ऑनरेबल मेंबर्स ने जिस हायूस में हदगांव तालुके के बारे में बहुत कुछ कहा। वहां कि अक मिसाल देना चाहता हूं। वहां के अक गांव में अक पार्टी वर्कर लोगों को साथ लेकर अक साहुकार के पास जाते हैं और अक हप्ते के रेशन की मांग की जाती है। तो किसी न किसी कारण अिन्कार करने पर उसका खेत लूटा जाता है।

अक ऑनरेबल मेंबर:—क्या आप उस साहुकार का नाम बता सकते हैं?

श्री. भगवानराव गांजवे:—हां जरूर बता सकता हूं। मेरे पास नाम के साथ सब बातें मौजूद हैं। आपकी पार्टी में से कोअी शक्स मेरे साथ उस जगह चले तो मैं नाम भी बता सकता

और यह साबित भी कर सकता हूँ कि ऑनरेबल मेबर की पार्टी के जिम्मेदार लोग वहाँ जाकर कैसे जोशीली तकरीरें करते हैं और अपनी तकरीरों में कहते हैं कि यह तो टेनंट्स (Tenants) और लैंड लॉर्ड्स (Land Lords) का झगडा है यह मसला तो शांतता से कभी खतम नहीं होने वाला है। जबतक लैंड लॉर्ड्स को खतम नहीं किया जायेगा अुस वक्त तक यह मसला हल नहीं हो सकेगा। कितनी आश्चर्य की बात है कि दूसरे ही रोज अुस लैंड लॉर्ड को खतम कर दिया जाता है और अुसकी लाश को दरख्त पर लटका दी जाती है। अितनाही नहीं लेकिन जो नौकर अुसकी साहयता करता है अुसको भी मारकर दरख्त पर अुसी तरह से लटका दिया जाता है। क्या अिन सब बातों को पुलीस खामुअ देख सकेगी? दिन दहाडे लूट खसोट चले और डाकामारी चले तो पुलिस यह चुपचाप कैसे देख सकती है? अितनाही नहीं बल्कि कभी बार तो ऐसा भी हुवा है कि अिस किसम की चोरी और लूटखसोट का माल अिन्ही पार्टियों के जुम्मेदार वर्कर्स के जिम्मेदार घरों से बरआमद हुवा है। वह हकीकत है जिसे कोअी शक्स भी अिकार नहीं कर सकता क्या अिस माल को पुलिस जानबुझकर अुन लोगो के घरों में लाकर डालती है ताकि अुनपर कुछ न कुछ अिलजाम, लगाकर जेलों में बंद किया सके? अैसा कहना ठीक नहीं है। अिस तरह अेक तरफ तो बेबंदशाही फैलाकर, डर बताकर और गडबडी मचाकर अमन व आमान बिगाडने की कोशिश की जाती है और दूसरी तरफ यह कहा जाना है कि पुलिस का खर्च बहुत जियादा हो रहा है। अिस स्थिति में खर्चा कम कैसे किया जा सकता है? जब अैसी हरकतें होती ह नो पुलिस का यह फर्ज हीता है कि जो अमन पसंद आवाम है अुनको सुरक्षित रखा जाये।

और अेक चीज मैं यहां अर्ज कर देना चाहता हूँ। पोलिस की मारपीट के सिलसिले में कहा गया है। यह कहा गया की पोलिस लोगो को सताती है। अेक आदमी की खोज में पुलिस थी। अुस आदमीने अेक पार्टी के जिम्मेदार मेबर के घरमें पनाह ली। अुसे वहां लाकर छिपाकर रखा गया। मैं यह बात अैवान के सामने रख कर यह पूछूंगा कि यह जो हरकतें होती हैं क्या अिन्हे बंद करने का पुलिस का फर्ज नहीं है? अैसी हालत में अगर पुलिस पर जियादा खर्चा न किया जाय तो क्या किया जाय? अदालतों के ताल्लुक से भी अेक रियायत यह की गयी कि अदालतों पर अेक्सिक्युटिव्ह (Executive) का दबाव रहता है और अदालतें हुकूमत के असर से मुतासि हो कर अुनपर तसफिया करती है। और यही कारण है कि अदालतों का काम ठीक नहीं हो रहा है। अिस संबंधमें यह कहना है कि अदालतें हमारे यहां अेक्सिक्युटिव्ह से बिलकुल अलग हैं और यह कहना की वही गव्हर्नमेंट के असरात से मुतासिर होकर तसफिये किसी मुकदमे का फैसला सुनाती है किसी कदर हालत है। हमें तो अदालतों के कामों पर गर्व है कि वे बहुतही अच्छी तरह से अपना काम अंजाम दे रही हैं। जब हमने अनुभव से यह चीज मालूम है कि तो अदालतों पर अिस तरह अिलजाम धरना ठीक नहीं होगा। वह अेक बेजा हरकत होगी। यही अेक चंद विचार थे जिनको हाअुस के सामने रखना मैं ने अपना फर्ज समज कर अैसा किया है। जहां पिस लव्हिंग (Peace loving) लोगो को प्रोटेक्शन (Protection) देने का सवाल होता है वहां अिस किसम की बात करना ठीक नहीं होगा। अितना कहते हुवे मैं अपना भाषण समाप्त करता हूँ।

Shri Shamrao Naik : Sir, I have heard the speech of the hon. Member who has just now closed and sat down. I challenge the validity of the statements made by him. I

demand that an impartial committee be appointed to go into the matter and find out who are responsible for the offences committed. Whether they be Police Officers or others, those who are responsible for fabricating false evidence and committing the other offences should be brought to book. If my challenge is not accepted by the Government, I am constrained to think that the things are quite otherwise. The allegations made by the hon. Member are absolutely false and do not befit the dignity of either the hon. Member of the House.

Responsible members of my party as also some M. Ps. have approached the hon. the Home Minister and the Chief Minister in connection with this and they both have promised to take suitable action.

I have gone to the Police Station and made enquiries. The facts, as I could gather, are : A case has been registered on the workers. It is doubtful whether the person said to be the complainant has complained against the persons arrested by the Police ; and the property recovered from the persons arrested has not been claimed by the alleged complainant. The Sub-Inspector is labouring under one organisation, established by the Zamindar to do away with the tenancy movement carried on by the party there. The Sub-Inspector has managed to place arms in the field of a person named Ganpat and he of his own accord has seized those arms from that place. The dacoity is said to have been committed in the house of Sakher who before the S. I. and Dy. S. P. said that Ganpat had come to rescue him but not to commit the offence of dacoity. In spite of these facts, having accepted ostensibly a bribe or some personal gratification he charged Ganpat. Ganpat is a person who is respected in the locality and no evidence can be procured against him. The complainant himself is not prepared to take Ganpat's name. In the light of these facts, the Dy. S. P. promised to take action against the S. I. It is not our party alone that has given a complaint against the said S. I. Other persons also, excluding some Zamindars, and Landlords also have been tired of his tyranny and high-handedness. The D.S.P. I, learn, suspended that S.I., but later, at the investigation of some members, he changed his mind and appointed him back. What prompted him to change his mind, we are not able to understand. We are prepared to undertake the trial. I urge that an Impartial Commission be appointed. It is no use speaking here. Let there be an enquiry and trial by an impartial tribunal.

Inspite of complaints against Police Officers, no action is being taken. The result is that the public are losing confidence in M.L.As. What is the difference between Ministers and M.L.As. and the Government officers? The latter are paid to serve the public all the 24 hours; though we are not paid so much, yet our motto is public service and so far as status is concerned, I do not think we are in any way inferior. As regards public responsibility, I do not think we lag behind these ministers in discharging our duties to the public.

Our Service personnel inherited qualities from the previous regime and instead of serving the public, they try to trouble the public with highhandedness and tyranny. It is possible that they may say that some M.L.As. try to file a false case against them and move the minister concerned to take action against such of the persons with whom they are displeased. The Home Minister is responsible for a change in the behaviour of these police officers: a year has passed since his assumption of power and much was expected and I am constrained to state that nothing has been done to improve the morale of the police administration.

Corruption has gone high. Sufficient light has been thrown by the report of the Public Service Commission on the working of the Police Department. The R. T. Department is being used to provide appointments for relations and friends. Nepotism too has increased to such an extent that nobody thinks that the administration is carried on for the sake of public or to serve the public but simply for the benefit of a particular member or relation or friend. There are two or three appointments in the R.T.D. which ought to have been referred to the Service Commission but which, on the other hand, have been filled in, in their own arbitrary discretion, by favourites.

In conclusion, I would request the Minister in charge to appoint an impartial commission to go into the matter and bring to book those who are responsible for such state of affairs. If no action is taken by the Government, I should give an ultimatum here that if any thing untoward happens, my party will not be responsible but the sole responsibility will rest with the officers and none can foresee what consequences follow therefrom.

شری کے - انت رام راؤ - - مسٹر اسپیکر سر - میں عدالت کی زبان سے متعلق ہاؤس پر
 سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں - آج تحت کی عدالتوں میں ایڈووکیٹ - عوام

اردو سے واقف ہیں۔ مقامی کام کرنے والے وکلاء اور عملہ بھی سہولت کے ساتھ اردو میں کام انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن اس آسانی میں خلل نہ آکر کے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اردو کی بجائے عدالتوں میں انگریزی کو رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حال میں تعلفہ میرا بیٹھ کے دورے پر جب جسٹس صاحب آئے تھے۔ انہوں نے عدالتی عہدہ داروں کو ہدایت کی کہ عدالتی کام اردو کی بجائے انگریزی میں کیا جائے۔ گواہوں کے بیانات انگریزی میں اٹھے جائیں اور فرد کارروائے انگریزی میں مرتب کیجائے۔ اس ہدایت کی وجہ سے تکلف ہو رہی ہے۔ کیونکہ عہدہ داروں کو بھی انگریزی میں کام کرنے کی مستی نہیں ہے۔ اسکے علاوہ اضلاع میں درجہ دوم کے وکلاء ہی زیادہ تر پیروی کرتے ہیں انگریزی سے بخوبی واقف نہیں ہوتے اور عوام بھی یہاں تک زمانے سے اردو رائج ہونے کی وجہ سے اردو ہی سے زیادہ واقف ہیں۔ اسی صورت میں ایک اس طرح انگریزی رائج کر دینے سے مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اس طرح عوام کو انصاف حاصل کرنے میں دشواری پیش آرہی ہے اور عملہ میں کافی پریشانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ہمارے ہاں کی عدالتوں کا عملہ انگریزی میں کام انجام نہیں دے سکا۔ وکلاء بھی اس قابل نہیں ہیں کہ انگریزی میں کام انجام دے سکیں۔ انصاف رسانی میں عوام کی مدد اس طرح سے نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اردو کو جو یہاں کی زبان ہے عدالت کی زبان کی حیثیت سے باقی رکھا جائے۔ پندرہ سال کے بعد آب ہندی رائج کرنا چاہتے ہیں تو کیجئے۔ اس میں آسانی بھی ہوگی کیونکہ وہ اردو سے ممتی جلتی ہے۔ لیکن اس درسانی مدن کے لئے انگریزی کو نافذ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اسکی وجہ سے یہ ہوگا کہ پندرہ سال بعد جب آب بھر انگریزی سے ہندی میں عدالتی کاروبار انجام دینا چاہیں گے تو دشواری ہوگی۔ کیونکہ زبان میں غیر معمولی تغیر ہوگا۔ اور اردو ہندی میں اتنا تغیر و اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے دشواری نہ ہوگی۔ اگر یہ نہیں تو کم از کم مقامی زبانوں میں عدالتی کام کرنے کے احکام دئے جائیں یعنی تلنگی، سرہئی اور کشمیری کو رائج کر دیا جائے تاکہ انصاف حاصل کرنے میں مقامی باشندوں کو آسانی ہو اور عدالتی کارروائی کو وہ آسانی سے سمجھ سکیں عموماً وکلاء اس پینل لنگویجس سے واقف ہوتے ہیں اور عملہ بھی واقف ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں استعد در دشواریاں پیش نہیں آئیں گی جس قدر انگریزی کو کورٹ لینگویج (Court-Language) بنانے سے پینس آتی ہیں۔ انرجی (Energy) بھی زیادہ صرف کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہیگی۔ ان امور کو چیف جسٹس صاحب کے سامنے بھی پیش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے ہمدردانہ طور پر غور نہیں کرتے ہوئے فرمایا کہ انگریزی ضرور رائج ہوگی اور آپ کو ضرور سپکھنا ہوگا۔ لائنسٹس سے سہی بہ خواہش ہے کہ اس جانب توجہ فرمائیں۔ اگر علاقائی زبان کو رائج کرنا دشوار ہے تو موجودہ زبان اردو کو ہی باقی رکھا جائے۔ ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

سری. راجساجی دھونڈیا پٹیل :- میسٹر سپیکر سر، ڈیمانڈ نمبر ۱۷ کی تھل کٹ موشن پر جو تقریریں ایس سب سے کی گئی تھیں اور سے سونے کے بعد سبھی نے کچھ کہنے کا اصرار کیا تھا۔ پولیس پر بہت زیادہ سب سے ہوتا ہے اور اس کو کم کرنے کی ضرورت ہے، ایسا بار بار

कहा जाता है। अपोजिशन में बर्स का शायद यह कहना है कि जिसकी जिम्मेदारी सिर्फ ऑनरेबल होम मिनिस्टर पर है। मैं मानता हूँ कि जब ऑनरेबल मिनिस्टर जिम्मेदारी से काम करते हैं तो पुलिस के जरिये कुछ न कुछ मदद हासिल करते होंगे। (Laughter) लेकिन यह नहीं भूलना चाहिये कि जिसकी जिम्मेदारी अकेले ऑनरेबल होम मिनिस्टर पर ही है। यह हम सब मेंबरों पर है। अधिर बैठनेवाले और अधर अपोजिशन बेंचेम पर बैठनेवाले सभी लोगों पर यह जिम्मेदारी आयद होती है। अगर हम चाहें कि हर काम पुलिस करे और हम यहां आकर सिर्फ तकरीरें दूसरों की तकरीरें सुनौ और ऑनरेबल होम मिनिस्टर पर सारा भार सोंप दें तो मैं जिस बात को मानने के लिये तयार नहीं हूँ। यह कहना की पुलिस तो (Law and Order) के (Maintenance) में कामयाब नहीं की है और वह कुछ अच्छा काम ही नहीं करती गलत है। पिछली राजवट के बाद जो आम चुनाव हुआ उसकी मिसाल आप सामने रखेंगे तो पुलिस ने उसमें किताना अच्छा काम किया वह हम जान सकते हैं और उन लोगों ने जिस बात का तजरूबा हासिल किया होगा जो चुनाव में कामयाब हुआ। मैं तो एक अनपढ़ काश्तकार हूँ। सरकारी हिदायत के मुताबिक कि चुनाव के वक्त कोअी अजेण्ट वगैरा की मदद नहीं ली जा सकती। जब मैंने ओलेक्शेन्स कांटेस्ट (Contest) किया उस वक्त मेरा कोअी अजेण्ट नहीं था। पुलिस ने चुनाव के वक्त शांती से काम किया और चुनाव में किसी तरह की गडबड पैदा नहीं होने दी। जिस तरह से आम चुनाव कामयाब कर के बताये और पब्लिक को अपनी लियाकत बता दी। किसी पार्टी के तहत काम करनेवाले कुछ लोग जिस बात को न मानते होंगे। लेकिन जो लोग बिना किसी की मदद के चुनकर आये वे जानते हैं कि पुलिस ने जिम्मेदारी के साथ शांती रखने का बहुत अच्छा काम किया। इसीलिये वे चुनकर आ सके। मेरे जैसे अनपढ़ आदमी का यह मत है जो मैं जिस हाअस के जिम्मेदार सदस्यों को सुनाना चाहता हूँ। (Laughter) पिछले साल पुलिस पर जो खर्च हुआ था वह जिस साल कम कर दिया गया है और रियासत में शांति सुख और अहिंसा के तरीके से राज कारोबार चलाने की कोशिश होम मिनिस्टर की तरफ से हो रही है उसके लिये मैं उनको दिल से मुबारकबाद देता हूँ। मुझे आशा है की आहिंदा चलकर वे अपने महकमे में और तरक्की करेंगे। लेकिन वे तरक्की तभी कर सकते हैं जब हम उनका साथ देंगे। शांति कायम करने के लिये हमको भी कुछ काम करना होगा। मैं ऑनरेबल होम मिनिस्टर से प्रार्थना करूंगा कि हैदराबाद जो राजकीय कारोबार चलाने की मुख्य जगह है। वह मराठवाड़े से बहुत दूर है। वहां पुलिस का खय्या और उसका शांति स्थापित करने का काम मैं समझता हूँ कि बहुत आहिस्ता चल रहा है। बीड डिस्ट्रिक्ट के अंदर गुंडागर्दी करनेवाले और उनके साथ काम करनेवाले अपोजिशन बेंचेस पर बैठे हुए माननीय सदस्यों से और खासकर अपोजिशन के लीडर से मैं प्रार्थना करूंगा कि वहां उनके पार्टी के काम करनेवाले लोग किस तरह अपना काम चलाते हैं उसकी तरफ जरा तवज्जे दें। पिंपरनेर गांव में उन्होंने किस तरह का काम किया उसे भी वे देख लें। कांग्रेस के एक कार्यकर्ता को उन्होंने जिन्दा जला दिया। उनके खिलाफ पुलिस ने अक्शन ली। इसलिये उस पार्टी से संबंध रखनेवाले पुलिस के बारे में हमदर्दी नहीं दिखाते और यहां कहते हैं कि पुलिस के जरिये अच्छा काम नहीं होता। मैं ऑनरेबल होम मिनिस्टर साहब से प्रार्थना करूंगा कि बीड डिस्ट्रिक्ट के पुलिस अफसरों को वे हिदायत दें कि शांति स्थापित करने का काम वे अच्छी तरह से करें। मुझे अपोजिशन के लीडर से यह कहना है कि वे लंबी लंबी तकरीरें सुनाते हैं। जिस के लिये जियादा वक्त मांगते हैं और कहते हैं कि मैं अपोजिशन का एक जिम्मेदार लीडर हूँ। ऑनरेबल लीडर ऑफ दी अपोजिशन को चाहिये की वे रियासत में शांति फैलाने के लिये भी जियादा वक्त

खर्च करना होगा। वे तो मराठवाड़े के ही रहनेवाले हैं। मैं आपको मुबारकवाद देता हूँ। लेकिन आपने पूरे स्टेट का आयजा नहीं लिया है। आज खुद को अपोजिशन के लीडर समझते हैं तो रियासत में शांति स्थापित करने की भी जिम्मेदारी आपको खुशी से लेनी होगी। मराठवाड़े में जब गुंडागर्दी होती है तो जनता आपका नाम लेती है। आपकी ही तरफ देखती है। पूरी जनता कहती है कि अपोजिशन के लीडर तो कहते हैं कि हम शांति से काम करना चाहते हैं और अगर ऐसा ही होता फिर मराठवाड़े में गुंडागर्दी कैसे होती है? जनता कहती है कि चुनाव के वक्त आपके पार्टी के कुछ लोगों ने पत्थर बरसाये और गालोगलौज करने का रवैया अख्तियार किया। इसकी जिम्मेदारी सचमुच किस पर आती है, इसका फैसला करने का काम मैं आपके सुपुर्द करता हूँ। कांग्रेस पार्टी के लोग गुंडागर्दी करनेवाले होते तो वे आपका साथ देते। लेकिन आपकी पार्टी के लोग तो उनके खिलाफ हैं। इसलिये आपको उनकी तरफ खियाल करना पड़ेगा क्यों कि आपके पार्टी के लोग अच्छे होते तो मराठवाड़े के अच्छे लोग आपके साथ रहते। आपकी बातें तो यहां अच्छी होती हैं। और आपकी पार्टी के तहत काम करनेवाले लोग अगर गुंडागर्दी करते तो आपको उनके खिलाफ डिसिप्लिनरी बॅक्शन (Disciplinary Action) लेना चाहिये। आष्टी तालुके में शांति के से काम करनेवाले लोग ही आखिर चुनाव में कामयाब हुए हैं। इसलिये मैं अपोजिशन के लीडर साहब से प्रार्थना करूंगा कि खास तौर से बीड जिले के आष्टी तालुके की तरफ अपनी दृष्टी दौड़ाकर यह देखें की वहाँ के लोग किस तरह से काम करते हैं। आप तो कहते हैं कि हमको शांति से काम करना है। यह तो आनंद की बात है। मैं तो उसके लिये आपको बहुत धन्यवाद दूंगा। लेकिन जब इस रियासत में दहशत फैलाना या गोली और तलवार चलाने का काम होता था तब लोग कम्यूनिस्टों का ही नाम लेते थे। मैं जानता हूँ कि हमारे कम्यूनिस्ट भाजी गुरू हैं। (Laughter) अगर वे शांति और अहिंसा के तत्व को मानते हैं तो फिर ऐसी गुंडागर्दी करके आपके पार्टी के लोग आपकी पार्टी को बदनाम करने की क्यों कोशिश करते हैं? मैं कहता हूँ कि आपको अपनी जिम्मेदारी को जानकर आपकी पार्टी के लोगों के लिये अक सक्थूलर जारी करना पड़ेगीगा कि अगर हमारी पार्टी और पुलिस का नाम लेकर आप गुंडागर्दी करेंगे तो हम आपके खिलाफ डिसिप्लिनरी अॅक्शन लेंगे। कल ही माजलगांव के माननीय सदस्य ने कहा कि आपको विरोधी दल की बजाय 'प्रतिपक्ष' नाम से कहा और बताया कि आपको विरोधी दल के नाते काम नहीं करना चाहिये बल्कि प्रतिपक्ष समझकर काम करना चाहिये। हमारे ऑनरेबल चीफ मिनिस्टर ने भी इस बात को दोहराया था। तकरीर खत्म करते हुअे मैं आशा करता हूँ कि रियासत में शांति कायम रखने की आप सब कोशिश करेंगे।

شری مخدوم محی الدین... میں نے ڈیمانڈ نمبر (۱۸) کے سلسلے میں دوکٹ موشنیں پیش کئے ہیں۔ ایک کٹ موشن جیل کے قیدیوں کی حالت کے بارے میں ہے اور دوسرا حضور نگر میں پولیس کی زیادتیوں کی نسبت ہے۔

پہلے میں جیل کی نسبت مختلف معلومات ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سیاسی قیدیوں سے جیل میں خاص طور پر برا برتاؤ کیا جاتا ہے انہیں مار پیٹ کی جاتی ہے ان پر لاثقی چارج کیا جاتا ہے انہیں گنجی میں رکھا جاتا ہے۔ ایسے کئی مظالم ہوئے ہیں۔ میں اسے مانتا ہوں کہ اب ان میں ایک حد تک کمی ہوئی ہے۔ یہ صحیح بات ہے کہ اس عرصہ میں کئی سیاسی قیدی چھوٹے ہیں۔ لیکن اب بھی وہاں سیاسی قیدیوں پر کافی مصائب ہیں۔ میں خاص طور پر ان قیدیوں کے بارے میں کہنا چاہتا

ہوں، جو یہ چارے بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ ان پر بھی سختیاں جاری ہیں۔ تفتیش کے دوران میں انہیں اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں۔ جیل کی زندگی نے ان پر بہت برا اثر ڈالا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ بہت سے لوگ دل کی بیماری، دق میں اور ایسے ہی کئی مہلک امراض میں مبتلا ہیں۔ ان کے کسی معقول علاج کا انتظام نہیں۔ ان میں ۲۰۰۲ سال ۳۰۔۳۰ سال مرزا بائے ہوئے قیدی بھی ہیں اور ۳۰۰ سال کی سزا والے قیدی بھی ہیں۔ میں اسے قیدیوں کی چند مثالیں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں جن کا تعلق سنٹرل جیل سے ہے۔ میرے ایک ساتھی کنڈل ریڈی ہیں جو جنگلوں کے رہنے والے ہیں۔ ایک سال سے انپر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ انکے ہاتھ پاؤں بیٹھ گئے ہیں۔ پیٹاب پیخانہ بھی وہ اپنی جگہ پر ہی لیٹے لیٹے کر لیتے ہیں وہ دو وقت دواخانہ عثمانیہ میں شریک کرانے گئے تھے۔ لیکن وہاں بھی انکا کوئی علاج نہوسکا۔ انکی حالت انتہائی نازک ہے۔ ایسے کیس کے بارے میں حکومت نے اب تک کوئی غور نہیں کیا۔ بھونگیر کے ایک دودے پالا ستے ریڈی ہیں جنہیں ٹرائیبونل نے موت کی سزا دی ہے جو بیس سال سزائے قید میں تبدیل ہو گئی ہے۔ پچھلے (۱۰) مہینوں سے وہ دل کی بیماری میں مبتلا ہیں اسکی وجہ سے انکا وزن (۲۰) پاؤنڈ کم ہو گیا ہے۔ انکا کوئی معقول علاج نہیں کروایا جاتا۔ ان سے لاپرواہی برتی جاتی ہے۔ دواخانہ عثمانیہ میں علاج کروانے کی جو سہولت قیدیوں کو حاصل ہے جب اسکی مانگ کی جاتی ہے تو اس سے بھی انکار کیا جاتا ہے۔ گر گیا نامی جنگلوں کے ایک لمباڑے ہیں۔ انکی چھاتی میں سخت درد ہے۔ وہ خون تھوکتے ہیں۔ اس بیماری سے انکا وزن (۳۰۔۳۵) پاؤنڈ اتر گیا ہے۔ انہیں بھی دواخانہ عثمانیہ بھیجنے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سائٹو سوسلا اور یاٹا پلپا نامی سیاسی قیدی ہیں جنکے سینے میں درد ہے اور وہ مسلسل خون تھوکتے ہیں۔ جیل کے ڈاکٹر نے کہدیا ہے کہ انکا وہاں علاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن انکی رہائی کے بارے میں نہیں سوچا گیا حالانکہ یہ کیسی سنگین ہیں۔ ان لوگوں کا وزن بھی ۱۵ سے ۲۵ پاؤنڈ تک اتر گیا ہے۔ نلگندہ کے گنگا دیوی راملو نامی ایک صاحب جیل میں ہسٹریا میں مبتلا ہیں۔ ان پر اس بیماری کا اتنا شدید حملہ ہے کہ جب انہیں دورہ پڑتا ہے تو ۱۲۔۱۵ آدمی منبھالنے پر بھی وہ نہیں منبھل سکتے۔ ڈاکٹروں نے بھی ان کی رہائی کی سفارش کی تھی۔ لیکن حکومت نے انہیں رہا کرنے سے انکار کیا۔ انکا وزن بھی ۲۵ پونڈ گھٹ گیا ہے اسی طرح گنگم راج ریڈی ہیں۔ دو برس سے انہیں ہیٹ میں شدید درد کی شکایت ہے۔ انہیں دواخانہ عثمانیہ بھی بھیجا گیا تھا۔ لیکن علاج سے کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ یہ کچھ مثالیں ہیں نے پیش کی ہیں۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو دق میں مبتلا ہیں۔ جیل کی اذیتیں برداشت کرتے کرتے اور وہاں کے حالات کی وجہ سے انہیں ٹی۔ بی۔ ہو گیا ہے۔ چند کو براگڈا اور دوسرے مقامات پر رکھا گیا ہے۔ لیکن ان کے معالجہ کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ کوئی ہونے تین سو سیاسی قیدی اس وقت جیلوں میں بند ہیں۔ ان میں (۱۸) نظر بند ہیں اور باقی زیر دریافت ہیں۔ ان میں سے کئی بیمار ہیں۔ لیکن حکومت اس طرف سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتی۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ حکومت

قیدی ہیں انہیں عام رہائی دیجانی چاہئے ۔ چنانچہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اس بارے میں کافی روشنی ڈالی ہے ۔ خصوصاً ایسے قیدیوں کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت ہے جو بیہار ہیں ۔ ایسے ایک دو کیسز حکومت کے پاس رپرزنٹ (Re-present) کئے گئے ۔ خوشی کی بات ہے کہ منسٹر متعلقہ نے انکی رہائی کا حکم دیا ۔ حضور نگر کے متیم نامی ہمارے ایک ساتھی جو ۶ سال سے جیل میں تھے وہ مہلک مرض میں مبتلا تھے ۔ جب میں نے انکا کیس رپرزنٹ کیا تو رہائی عمل میں آئی ۔ میں حکومت کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں کہ آج حکومت ایسے لوگوں کی عام رہائی کا حکم دے ۔ ان لوگوں کی حالت دن بدن نازک ہوتی جا رہی ہے ۔

مجھے عام قیدیوں کے بارے میں بھی کہنا ہے ۔ ایسے قیدی جو سنگین جرائم میں جیس دوام یعنی جرم قید کی سزا پا رہے ہیں انہیں نصف میعاد گزرنے کے بعد رہا کر دیا جاتا ہے ۔ اس سال بھی ایسے ۶۰ ۔ ۷۰ قیدیوں کو رہا کیا جانا چاہئے تھا ۔ لیکن صرف ۳۰ ۔ ۴۰ کو چھوڑا گیا ۔ باقی قیدیوں کو نہیں چھوڑا گیا ۔ وجہ یہ ہے کہ وہ کام میں ماہر ہیں ۔ اگر وہ چلے جائیں تو جیل ڈپارٹمنٹ کا کام ختم ہو جاتا ہے ۔ کارخانہ بند ہو جاتا ہے ۔ صرف اسی باعث انکو چھوڑا نہیں جاتا ۔ انہوں نے حکومت کے اس عمل کے خلاف ہڑتال بھی کی تھی ۔ لیکن اسکے باوجود انکے مطالبہ کی شنوائی نہیں ہوئی ۔ یہ انتہائی غیر منصفانہ بات ہے کہ اپنے مفاد کی خاطر انہیں قید رکھا جائے ۔ حکومت کو اس جانب توجہ دینا چاہئے ۔

مجھے حضور نگر کے سلسلے میں بھی کچھ باتیں عرض کرنی ہیں ۔ اس سے پہلے بھی میں نے ایوان کے سامنے حضور نگر کے کچھ واقعات پیش کئے ہیں ۔ گو وہاں کے واقعات کی داستان اتنی طویل ہے کہ اس ۱۵ منٹ کے عرصہ میں جس میں سے ۷ منٹ جیل ہر ڈسکشن ہی میں صرف ہو چکے ہیں تفصیل سے روشنی ڈالنا مشکل ہے ۔ پھر بھی میں حکومت اور خاص طور پر ہوم منسٹر کے سامنے انہیں پیش کرنے کی کوشش کرونگا ۔ دن بدن وہاں کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے ۔ الکشن کے زمانے میں وہاں جو حالت تھی بائی الکشن (By-election) میں وہ نہ رہی ۔

بائی الکشن میں جو حالت تھی وہ اب بائی الکشن کے بعد باقی نہیں ہے ۔ دن بدن حالات بدتر ہوتے جا رہے ہیں ۔ میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ کمیونسٹ پارٹی اور دوسری مخالف پارٹیوں کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے ، وہ اسے صاف صاف واضح کر دے اور اعلان کر دے ۔ بنیادی طور پر میں یہ مانگ رکھتا ہوں کہ جتنے سیاسی قیدی ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے ۔ جن سیاسی کارکنوں پر وارنٹس ہیں انہیں واپس لے لیا جائے ۔ اور ایک ایسی فضا پیدا کی جائے جس میں جمہوریت کے اصولوں پر سب جماعتوں کو کام کرنے کا موقع ملے تاکہ اس طرح عوامی مسائل سلجھ سکیں ۔ آج ضلع نلگنڈہ ، خصوصاً حضور نگر میں اور دوسرے دیہاتوں میں رنجیت پسند طبقات اپنی ٹولیاں بنالیتی ہیں ۔ بد قسمتی سے وہ ٹولیاں کانگریس کا سیاسی رنگ اختیار کر لیتی ہیں اور کانگریس والٹھیرس کے نام پر لوگوں کو ڈرانے

اور دھکا۔ نہ کی کریش کی جاتی ہے۔ اس کے پیچھے اون کے ناکام جذبات کام کرتے ہیں۔ وہاں کی لوکل پولیس اس کام میں اون کی ہمت افزائی کرتی ہے۔ بغیر پولیس کی مدد کے، بغیر پولیس کی ہمت افزائی کے اور بغیر پولیس کی ہشت پناہی کے وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اون کے کوئی سیاسی معتقدات نہیں ہوتے اور نہ اون کا کوئی سیاسی کریڈٹ ہوتا ہے۔ کسی سیاسی نصب العین کے لئے وہ نہیں لڑتے بلکہ مٹھی بھر روپیوں اور تھوڑی سی لالچ کے لئے ایسے مذموم طریقوں پر اتر آتے ہیں۔ وہ پولیس کی مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ حضور نگر اور مرہال گورہ میں اگر پولیس کی مدد نہ ہوتی تو چوٹے پلی، مم پلی وبراہالم اور دوسرے مقامات پر زبردی حادثات ہوئے اور جان سے مارنے کے لئے جو حملے کئے گئے وہ نہ ہوتے۔ اب تک بھی والٹیرس کے حملے ہماری عورتوں پر جاری ہے۔ اس قسم کی غنڈہ گردی بغیر پولیس کی ہشت پناہی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس ہاؤس کے ادھر اور اودھر کے آئریبل ممبرس کی ایک کمیٹی بنائی جا کر تحقیقات کریں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح بے عزتی ہو رہی ہے، پولیس کتنی مدد کر رہی ہے اور ڈی وائی۔ یس۔ پی۔ کا اس میں کہاں تک ہاتھ ہے۔ یہ ڈی وائی۔ یس۔ پی یونین کا رہنے والا ہے۔ وہاں یہ سب انسپکٹر تھا۔ یہاں آکر ڈی وائی۔ یس۔ پی بن گیا ہے۔ جب سے تشریف لائے ہیں وہاں سے ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔ اننا ہی نہیں بلکہ جر لوگ غنڈہ گردی کرتے ہیں اون کی ہمت افزائی کرتے ہیں۔ اون کو شہہ دیتے ہیں۔ جہاں جہاں حملے ہوتے ہیں اور جہاں جہاں کسانوں کو مارا جاتا ہے اوس کا یہ پلان بناتے ہیں۔ ہم نے میمورنڈم کے ذریعہ یہ چیز پیش کی ہے۔ وہاں نام نہاد کانگریس کے صدر اور سکرٹری ہیں جو پولیس کے عہدہ داروں کے ساتھ مل کر حملے کرتے ہیں اور غیر جانبدار کو ستاتے ہیں اور اون کو ہراس (Horass) کرتے ہیں۔ اون کو گرفتار کرتے ہیں۔ جھوٹے مقدمات میں الجھاتے ہیں۔ وہ لوگ پولیس کی مدد سے یہ سب کرتے ہیں۔ ورنہ اون کی ہمت نہیں کہ یہ لوگ گاؤں پر مظالم کر سکیں۔ جس جگہ مسلسل ظلم و ستم ہو رہا ہے وہاں روک تھام نہیں کی گئی۔ ہم نے اس سلسلہ میں آئریبل ہوم منسٹر کو میمورنڈم کے ذریعہ نرجہ دلائی، کلکٹر صاحب کو توجہ دلائی اور پولیس کے عہدہ داروں کو بھی توجہ دلائی لیکن جو خود مریض ہے اوس سے اوس کے علاج کے بارے میں کیونکر دریافت کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے اس کے متعلق رپورٹیشن کیا تھا لیکن وہاں کے حالات میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔

۲۲ فروری کو حضور نگر میں قتل عام کا حادثہ ہو سکتا تھا۔ شیو گوپ ریڈی نے وہاں کے ۱۳-۱۴ نو جوانوں کو بھڑکایا۔ ۵۰ ہزار کا جو مشتعل مجمع تھا اور جو شہیدوں کی یاد میں جلسہ کر رہے تھے اوس میں گڑبڑ پیدا کی گئی۔ اشتعال انگیزیاں کی گئیں۔ کچھ لوگوں کو مار پیٹ بھی کی گئی۔ جو لوگ دوسرے کے سے جلسہ میں شریک ہونے کی غرض سے آ رہے تھے اون کی بندیاں توڑی گئیں۔ بیلوں کو بھگا دیا گیا۔ اتنی اشتعال انگیزیوں کے باوجود بھی مجمع اشتعال میں رہا۔

بلکہ اس نے صبر کیا وہاں پولیس کا انتظام ضرور نہا۔ لیکن پولیس میں انی ہمت نہ ہوئی کہ ان ۱۳ آدمیوں کو بکڑ کر نڈارک کر دیتی۔ وہ لوگ پولیس کے پیچھے کھڑے ہو کر شرابیں کرتے رہے۔

اسی طرح مرہال گورنہ میں کامرنڈ نارائن ریڈی ایک جلسہ بناتے ہیں تین تاریخ کو۔ وہاں کانگریس والٹرس کے نام پر چند لوگ گھس آتے ہیں اور ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پہلے ہمارے سوالوں کا جواب دیں۔ جب تک آب ہمارے سوالوں کا جواب نہیں دیں گے میٹنگ کرنے نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا میں سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مجھے انی تقریر کرنے دیجائے۔ ڈیموکریٹک پروسیجر (Democratic Procedure) بھی یہی ہے۔ لیکن انہوں نے شرارت سے کہا کہ پہلے سوالات کا جواب دیا جائے ورنہ تقریر کرنے نہیں دی جائیگی۔ جب پولیس کے سامنے ہم اس چیز کو رکھتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ پہلے سوالات کا جواب دے دینا چاہئے تھا۔ ڈی۔ وائی۔ یس۔ پی کے اس جاتے ہیں نو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ پہلے سوالات کا جواب دینا چاہئے تھا۔

اس طرح پولیس اور ڈی وائی۔ یس۔ پی وہاں لوگوں کو ستانے کے مقصد سے لان بناتے ہیں۔ اون کی شہ پر غنڈہ گردی کی جاتی ہے اور حملے کئے جاتے ہیں۔ ہائی الکشن کے زمانے میں جن لوگوں نے حملے کئے وہ بعد میں ہمارے آفس پر آئے اور کہا کہ اون لوگوں نے ہم کو چالیس چالیس روپیہ اس کام کے لئے دینے کے لئے کہا تھا لیکن اب (۱۰) روپیہ ہی دے رہے ہیں۔ آپ لوگ غریبوں کے ہمدرد ہیں اون کے لئے لڑتے ہیں۔ ہمیں بھی ہمارے روپیہ دلائے۔

(Laughter)

ہم نے کہا کہ آپ بھی غنڈوں کی ایک ٹریڈ یونین (Trade Union) بنائے تب ہم بھی کچھ کریں گے۔ غرض وہاں پولیس کی شہ پر اور اوس کی پشت پناہی غنڈہ گردی ہو رہی ہے۔ میں آنریبل ہوم منسٹر سے کہوں گا کہ اگر وہ امن و امان باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان چیزوں پر غور کرنا چاہئے۔ ہم نے جو میمورنڈم پیش کیا ہے اوس پر غور کر کے تحقیقات کی جانی چاہئے۔ بارہا کہا جاتا ہے کہ تحقیقات ہو رہی ہے ! تحقیقات ہو رہی ہے ! کہاں تحقیقات ہو رہی ہے ؟ اگر تحقیقات کرنا ہے تو آئے، ہمارے ساتھ چائے۔ گاؤں کے اون لوگوں سے دریافت کیجئے جنہیں مارا بیٹا گیا۔ اون لوگوں سے پوچھئے جن کے سر بھوڑ دئے گئے۔ اون عورتوں سے دریافت کیجئے جن کی بے عزتی کی گئی۔ گریپ شیو ریڈی ۱۲-۱۳ برس کے بچوں کو لاٹھی سے کچر کے دیتا رہا۔ لیکن اوسے کچھ نہیں کہا گیا۔ میں یہ باتیں اس لئے ایوان کے سامنے لارہا ہوں کہ وہاں کے حالات معلوم ہوں۔ پولیس پر اتنا بڑا بھٹ کرکھا جاتا ہے۔ پولیس کی بڑی تعریف کی جاتی ہے۔ اہمسا (अहिंसा) کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ مورل ری آرمینٹ (Moral Rearmament) کی باتیں کی جاتی ہیں۔ دل بہلانے کی باتیں کہی جاتی ہیں۔ لیکن جو تشدد اور ظلم و ستم عوام پر ہو رہا ہے اوس کے لئے پولیس

کچھ نہیں کرتی۔ حکمران کچھ نہیں کرتی۔ مجھے افسوس ہے کہ کانگریس نے سب سے بھی کچھ نہیں کرتی۔ میں آئرن ہل منسٹر کے سامنے اور حکمران کے سامنے پرزور طریقہ پر یہ چیز رکھنا ہوں کہ زیادہ ناخن نہ کرتے ہوئے اب چیز کی طرف توجہ کریں۔ اس ڈی وائی ایس۔ پی۔ کو وہاں سے اکالا جائے جو گزشتہ چار برس سے وہاں بیٹھا ہوا غنڈی گردی کر رہا ہے اور لوگوں پر حملے کر رہا ہے۔ میں انہیں تمام دوسروں سے بڑے جو ادھر ادھر بیٹھے ہوئے ہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک مشترکہ کمیٹی بنا کر اس کی تحقیقات کی جائے وہاں لوگوں کے دن اور راتیں دہشت میں کٹ رہی ہیں۔ بچوں کو ٹھیک طور سے پالنا نہیں آتا کیونکہ انہیں بہ خطرہ ہے کہ غنڈے کہیں حملہ نہ کر دیں۔ مجھے اہم ہے کہ مری نہ آواز صدادہ صحرائے نابت نہ ہوگی اور ضرور اس طرف توجہ کی جائیگی، وزیر حکومت میں اور ملک کی دونوں کی بد قسمتی ہوگی۔

شری اے۔ راج ریڈی - مسٹر اسپیکر میں نے جو کٹ موشن پیش کیا ہے وہ ڈیپوٹیشن (Deputation) برائے ہونے آفیسر کے ری پیٹریشن (Repatriation) کے متعلق ہے۔ بولیس ایکشن کے بعد جو فورمیس باہر سے آئے ہیں ان کے ری پیٹریشن کے متعلق اس ایوان کے اندر برزور مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ جلد از جلد ان کو واپس کر دیا جائے تاکہ اخراجات میں کمی ہو سکے۔ ری پیٹریشن کے تعلق سے ایوان کے مطالبہ کو ایک طرح سے تسلیم کرتے ہوئے بجٹ کے فیگرس (Figures) کے ذریعہ یہ بتلانے کی کوشش کی گئی کہ ہم بہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں۔ لیکن میں کہوں گا کہ جو فیگرس بتلائے گئے ہیں اس سے صاف یہ پتا چلتا ہے کہ خلاف عمل ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں میں اس ایوان کے سامنے فیگرس پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سنہ ۵۱-۵۲ء کے لئے بجٹ اسٹیمٹ ۵ کروڑ (۶۸۵۰۹) لاکھ تھا۔ لیکن جو خرچ کیا گیا وہ ۶ کروڑ (۷۴۴۷) لاکھ ہے۔ یعنی تقریباً ایک کروڑ سے زیادہ خرچ کیا گیا۔ اب گزشتہ سال کے فیگرس (Figures) لیجئے۔ سنہ ۵۲-۵۳ء کے لئے بجٹ اسٹیمٹ ۳ کروڑ (۶۸۵۰۷) لاکھ روپیے بتلائے گئے تھے اور اس کی منظوری یہاں سے لی گئی تھی لیکن عملاً جو خرچ ہوا وہ ۴ کروڑ ۱۰۰ لاکھ ہے۔ اس طرح سے (۳۴) لاکھ روپیے زیادہ خرچ کئے گئے۔ اب ہمارے سامنے ۵۳-۵۴ء کا بجٹ اسٹیمٹ ۳ کروڑ ۶۸۵۰۷ لاکھ روپیہ کا ہے۔ پھر ریوائزڈ اسٹیمٹ (Revised Estimate) جو ہمارے سامنے آنے والا ہے اس کا بھی وہی نقشہ رہیگا جو اوپر بتایا گیا ہے اس طرح ورکنگ آف حیدرآباد ڈپارٹمنٹس (Working of Hyderabad Departments) یا اور دوسری چیزوں کے تعلق سے عمل وہی ہوگا جو اینڈکس (سی) میں نیو ایٹمز (New Items) کے تحت بتلایا گیا ہے۔ یعنی جتنی منظوری لیجائیگی اس سے زیادہ خرچ کیا جائیگا۔ مجھے صحیح طور پر اندیشہ ہے کہ جو نامینل فیگرس (Nominal Figures) یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ۳ کروڑ ۶۸ لاکھ میں سے (۳۰) لاکھ اس سال کم کر دئے گئے ہیں اور سنہ ۵۳-۵۴ء کے لئے ۳ کروڑ ۳۸ لاکھ رکھے گئے ہیں۔ اس میں زیادتی ہو جائیگی۔ بجٹ فیگرس (Budget Figures) دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ (۵) لاکھ

پولیس کے مد (۲۹) سے نکال کر مد (۱۲) میں منسل کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح توڑ جوڑ کیا جا کر ہمارے مانے ریوائزڈ اسٹیٹمنٹ (Revised Estimate) پیش کر دیا جائیگا۔ مجھے اس بارے میں اندیشہ ہے کہ بھر اس میں اضافہ کر لیا جائیگا۔ گزشتہ دفعہ ہمارے سامنے پولیس بجٹ کے سلسلہ میں ۳ کروڑ ۶۸ لاکھ روپے کا ڈیمانڈ کیا گیا تھا۔ اس خیال سے کیا گیا تھا کہ (۶) بٹالینس کے متعلقہ ۳ بٹالینس جو وہاں ہیں سنہ ۵۴-۵۳ ع شروع ہونے کے پہلے ختم کر دیئے جائیں گے۔ اسی بنیاد پر ہمارے سامنے بجٹ پیش کیا گیا تھا۔ لیکن اب نہیں معاموں کن وجوہات کی بناء پر اس میں خرچہ بڑھ گیا اور یہ بیان کیا گیا کہ (۳) بٹالینس کو رپاٹریٹ (Repatriate) کرنے کا جو پلان بنایا گیا تھا اوس پر عمل نہیں ہو سکا۔ اس قسم کے عذرات ہمیشہ کئے گئے۔ سنہ ۵۲-۵۳ ع کے بجٹ پر ڈسکشن (Discussion) کے وقت یہ کہا گیا کہ تین بٹالینس کو ڈسبائنڈ (Disband) کیا جائیگا۔ لیکن ان میں سے ایک کو سوپڑ بر سنہ ۵۲ ع میں ڈسبائنڈ کیا گیا۔ دوسرے آج تک باقی ہیں۔ اب یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ مارچ کے ختم ہونے تک یعنی سنہ ۵۴-۵۳ ع کا فنانشیل ایر (Financial Year) شروع ہونے سے پہلے ڈسبائنڈ کیا جائیگا۔ لیکن گزشتہ تجربہ کے مطابق سائنڈ انہیں ستمبر سنہ ۵۳ ع کے پہلے ڈسبائنڈ نہیں کیا جاسکیگا۔ گزشتہ پولس بجٹ کے تعلق سے ہم کو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ حکومت آئندہ بجٹ اسٹیمش میں بہت بڑی سیونگ (Saving) کر سکیگی۔ لیکن آج کوئی سیونگ نظر نہیں آ رہی ہے۔ ہیر پھیر کر کے خرچ کیا جا رہا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ پولس کے بجٹ میں کمی کی گئی ہے۔ نظر نہیں آتا کہ کہاں کی گئی ہے۔ وعدہ بورا نہیں کیا جا رہا ہے۔ ہمارے اکسچیکر (Exchequer) پر جو بار پڑ رہا ہے میں اسے ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ سال کے بجٹ میں (۱۳) لاکھ (۷۶) ہزار کے خرچے کا اضافہ ہوا ہے اور ان بٹالینس کو ڈسبائنڈ نہ کرتے ہوئے مزید ۶ لاکھ (۵۱) ہزار روپیہ کا پراویژن (Provision) رکھا گیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ری باٹریشن سنہ ۵۳ ع تک ہو جائیگا۔ گویا ری باٹریشن کا وعدہ کرنے کا اور ان کو برقرار رکھنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سال کے بجٹ میں (۵) لاکھ ۶۶ ہزار کا پراویژن رکھا گیا ہے۔ بہر حال ان تمام رقوم کا مجموعہ (۲۶) لاکھ کے قریب ہوتا ہے۔ اسکی ذمہ داری عوام پر عائد ہو رہی ہے۔ جب سوال کیا گیا کہ وقت پر ڈسبائنڈ (Disband) کیوں نہیں کیا گیا تو وجہ یہ بتائی گئی کہ حالات ایسے تھے، ویسے تھے۔ میں ان باتوں کو عذر لنگ سمجھتا ہوں۔ حیدر آباد میں کئی واقعات گزرے ہیں اور گزرتے ہیں۔ سیاسی فضا ہمیشہ کم لے مکدر رہنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ ایک حادثے کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ لوگوں میں بیرونگاری کی وجہ سے جو سوومنٹ پیدا ہوا یا جو حالات ہوئے وہ الومینیکلی (Automatically) یہاں کے معاشی حالات کی وجہ سے رونما ہوئے جو لوگ ان ساری چیزوں سے واقف ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ۔

“Though the agitation started first in Warangal and it is reasonably believed that it was sponsored by a prominent

Congressman of Warangal, an organisation styled as 'Hyderabad Pradesh Hita Raksh Samithi' was formed in Hyderabad, under the Presidentship of a veteran Congressman of Hyderabad. The objective of this Samithi was declared to be that 'local talent whatever be its defect, should be encouraged at the hands of the Government and people at large'. It also declared that the Police-Action....."

یہ صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ اس کے ذمہ دار کون تھے اس کو کس نے پرورش کیا ہے .. اگر عوامی لیڈر ہونے کے ناتے پی ۔ ڈی ۔ ایف ۔ کے ممبرس پولس کے انتظامی افسروں سے کچھ کہنے کے لئے جاتے ہیں تو خواہ مخواہ بھانے نکال کر ان کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے .. لیکن حقائق نہیں بدل سکتے .. حقائق سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ کون ذمہ دار ہے ۔ ان واقعات کو سامنے رکھ کر پولس کے لئے اتنا پراویزن کا کس منہ سے مطالبہ کیا جاسکتا ہے؟ چار پانچ کروڑ روپیہ خرچ کئے جا رہے ہیں .. ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پولس ڈپارٹمنٹ کے نزدیک بیسہ کوئی چیز نہیں ہے ۔ بجٹ نوٹ کے انڈکس (سی) Index (c) (۱) میں (۱۰) لاکھ کا خرچہ بتایا گیا ہے ۔ آئی ۔ جی ۔ پی کے لئے (۱۰) لاکھ کا خرچہ ہے ۔ ایچ ۔ ایس ۔ آر ۔ پی ایک نیا ائیم (Item) ہے ۔ اس طرح لا کھوں روپیہ کا خرچہ کیا جاتا ہے ۔ انٹی کمیونسٹ اسکیم (Anti-Communist Scheme) کے لئے ایک لاکھ کا پراویزن رکھا گیا ہے ۔ پٹیل پٹواروں کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا جائے تو بڑی بھاری بات سمجھی جاتی ہے ۔ لیکن پولس کے لئے لاکھوں روپیوں کا پراویزن معمولی معلوم ہوتا ہے ۔ میں کہوں گا کہ پولس بجٹ میں جو کمی باور کرائی جا رہی ہے وہ صراحت غلط ہے ۔ کمی نہیں ہو رہی ہے بلکہ وہ جوں کا توں ہے ۔ ہمارے ہاں پولس میں (۵۰) افسرس باہر کے اب بھی موجود ہیں ۔ تیس لاکھ روپیے کوئی معمولی چیز نہیں ہے ۔ اس تیس لاکھ میں بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ میں اپیل کروں گا کہ اس پروسس (Process) کو جلد ختم کیا جائے ۔ پٹیل پٹواروں کے سسٹم کو تبدیل کرنے کے لئے ہم کو جس قدر صرف کرنا پڑے صرف کرنا چاہیئے ۔ اس پولس کے بجٹ سے کچھ رقم نکال کر اس طرف خرچ کرنا چاہیئے ۔ پانچ بتالین جو اس وقت ہیں ان میں نان ملکیز کی تعداد (۱۰۵) ہے اور دوسروں میں بھی نان ملکیز (۵) ہزار کے قریب ہیں ۔ عوام غیر شعوری طور پر موومنٹ کرتے ہیں تو ان پر غور کرنا چاہیئے ۔ تجربہ سے جو چیزیں از خود سامنے آتی ہیں اون کو اور ان خیالات کو جو عوام میں ہوتے ہیں محسوس کر کے امپروو (Improve) کرنا چاہیئے ۔ ہمیں ہرگز ان چیزوں کو نہ بھولنا چاہئے ۔ حالت یہ ہے کہ جو خود اپنے گھر کو سنہا لے کی سکت نہیں رکھتا وہ آل انڈیا بیسس (All India Basis) پر مسائل کو حل کرنے کا کوشش میں مصروف نظر آ رہا ہے ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

श्री. माणिकचंद पहाडे :-अध्यक्ष महोदय, हमारे सामने आज जो पूरे कटमोशनस् खर्च में कमी करने के लिये लाये गये हैं, उनपर जो अबतक बहस होती रही है उसके संबंध में मैं दो चार बातें हाउस के सामने अर्ज कह देना चाहता हूं। वक्त बहुत कम है, इसलिये मैं यह बातें बहुत ही मुक्तसर तौर पर कहूंगा।

पहली बात यह है कि पुलिस के अखराजात में कमी करने के बारे में बहुत कुछ कहा गया है। पुलिस की मुख्य जिम्मेदारी देश में शांति रखने की होती है। और यह शांति रखने के लिये ही पुलिस डिपार्टमेंट पर यह खर्चा किया जाता है। आम तौर पर शांति तो जनता की तरफ से रखी जानी चाहिये। शांति का यह असूल ही है कि वह तभी रहती है जब जनता शांति प्रेम हो। शांति अंक ही तरफ से नहीं रखी जा सकती। इस तरह से शांति दुनिया में नहीं बढ़ती है। और फिर यह अनुमति करना कि शांति तो पुलिस को ही रखनी चाहिये और वही इसके लिये जिम्मेदार है तो फिर पुलिस कैसे कम की जा सकती है? अंक तरफ तो आप शांति का फैलाव करना चाहते हैं और दूसरी तरफ पुलिस को कम करना चाहते हैं। यह कैसे हो सकता है?

दूसरी बात यह बतलाओ गयी कि कोर्ट का खर्चा बहुत होता है। उसे कम करने की तजवीज हाउस के सामने रखी गयी है। यह भी कहा गया की लोगों को कोर्ट से मुफ्त न्याय मिलना चाहिये क्यों की गरीबों को कोर्ट का खर्चा बहुत करना पड़ता है। मैं इसके सिलसिले में यह कहना चाहता हूं कि कोर्ट में दिवानी मुकदमेही जियादा हुवा करते हैं और आप यदि गौर से देखेंगे तो आपको मालूम होगा कि दिवानी मुकदमात घनवालों के जियादा हुवा करते हैं। गरीबों के मुकदमात अतने जियादा नहीं होते। गरीबों के तो फौजदारी मुकदमे ही जियादा होते हैं और फौजदारी मुकदमे के लिये तो कोर्ट फीस नहीं ली जाती है। जो कोर्ट फीस ली जाती है उसका बार गरीबों पर नहीं पड़ता है। कोर्ट का भी कुछ खर्चा होता है। वह चलाने के लिये पैसे की जरूरत होती है। यदि कोर्ट फीस बिल्कुल निकाल दी जाय तो कोर्ट का खर्चा कैसा चलेगा? घनवान लोगों से कोर्ट फीस तो अवश्य लेनी चाहिये। उसके बगैर काम नहीं चलेगा। अलग अलग काम बढ़ रहे हैं तो उसके साथ खर्चा भी बढ़ रहा है। बजेट बनते समय देखना पड़ता है की अून सब कामों के लिये पैसे कहाँ से लाया जासकता है। आप तो सिर्फ अमला बढ़ाने के लिये कहते हैं लेकिन सिर्फ अमला बढ़ाकर खर्च कम किया जाय यह कैसे हो सकता है? यह मेरी समझ में नहीं आया की बजेट में अिन सब आडिटम्स के लिये प्राविजन कैसे रखा जा सकता है जब की अपोजिशन खर्च की कमी पर असरार करें।

दूसरी अंक और बात मुझे आर. टी. डी. डिपार्टमेंट ताल्लुक से कहनी है। इस साल कोअी २० लाख रुपये की कमी बतलायी जा रही है। याने यह डिपार्टमेंट घाटे में चल रहा है। इसका कारण यह बतलाया जा रहा है कि लोग आजकल बसेस में कम सफर कर रहे हैं। लेकिन यह बात सही नहीं है। पहले से इस डिपार्टमेंट पर खर्च जियादा बढ़ रहा है। सही देखा जाय तो आमदनी बढ़नी चाहिये थी। इस डिपार्टमेंट की जो वर्किंग मशिनरी (Working Machinery) है वह ठीक काम नहीं कर रही है। इस डिपार्टमेंट में रूइवतखोरी काफी हैं। चैकिंग और सुपरी-विजन अच्छा होना चाहिये, तभी यह फायदे में चल सकता है। लेकिन इसको पूरा करने के लिये लोगों पर या आम जनता पर टैक्स आयद करना यह सही रास्ता नहीं है।

आप जानते होंगे की बंबयी में अभी अभी तीन चार साल पहले अंक नया बस डिपार्टमेंट शुरू हुवा है जो कि वहां की सरकार की तरफ से चलाया जा रहा है। वह आज अितना अच्छी तरह से

چل رہا ہے کہ انہوں نے اس ڈیپارٹمنٹ کی کافی آمادگی ہو سکتی ہے اور ہو رہی ہے۔ ایتنا ہی نہیں آج اپنے خزانے سے سڑکوں کو تیار کرنے کی سہولت دے رہا ہے۔ گت چار سالوں میں انہوں نے ایتنی ترقی کی۔ ہمارے یہاں یہ ڈیپارٹمنٹ ۱۶ سال سے چل رہا ہے۔ پھر بھی وہ ہر سال سڑکوں کو تیار کرتا ہے۔ اسی لیے؟ یہ سڑکوں کی بات ہے اور اس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ ہجڑہ نگر کے حالات بہت خراب ہیں۔ اس کے لیے توجہ دینی چاہیے کہ کافی باتیں بھی بتلائی گئی ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس پارٹی کے رکنوں نے ایک وقت جو سبک دیا تھا اس کو سنبھالا ہے اس وقت انہوں نے اس کے متعلق سچا حال نہیں دیا۔ جو سبک دیا تھا اس کو سنبھالا گیا اس کا ریکارڈ (Reaction) ہونا تو ضروری تھا۔ اور آج وہاں وہی ریکارڈ ہو رہا ہے۔ وہ ریکارڈ اچھا تھا یا برا یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اس طرح کا ریکارڈ تو دیا کرتا ہے۔ میں ایتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں کافی سچا حال چاہیے جتنا وقت نہیں لے کر اسے اپنا کام سمجھتا رہتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر - شری دگبیراؤ بندو -

شری دگبیراؤ بندو - مسٹر اسپیکر سر - قبل اس کے کہ ان تمام امور کے بارے میں جو یہاں بیان کیے جاتے ہیں میں کچھ کہوں، ایک دو عام باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ بعض آئریبل ممبروں نے اس طرف اشارتاً یا صاف الفاظ میں کہا کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے۔ چند باتیں ایسی ہیں جن کے لیے حکومت ذمہ دار ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کسی حکومت کی پالیسی یہ نہیں ہو سکتی کہ غنہ گردی کی ہمت افزائی کی جائے۔ محض اس وجہ سے کہ کسی شخص کا کسی سیاسی پارٹی سے کوئی تعلق ہے اس پر جھوٹے الزامات لگائے جائیں، یہ پالیسی کسی گورنمنٹ کی نہیں ہو سکتی۔

یہ بھی پالیسی نہیں ہو سکتی کہ کسی آدمی نے کسی پارٹی کی طرف سے کام کیا ہے، اس لیے اس کو سزا دی جائے۔ یہ اعلان حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً کیا جا چکا ہے۔ بھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت کی پالیسی واضح کی جائے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی اس کی صاف طور پر وضاحت کی ہے۔ یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ کسی پارٹی کو دیا گیا نہیں جائیگا۔ چنانچہ عملاً ہم نے اس کا ثبوت بھی دیا ہے۔ حکومت میں آنے کے بعد ہم نے کمیونسٹ پارٹی پر سے بیان (Ban) اٹھا دیا۔ اس وقت تقریباً (۶۰۰) لوگ ڈیٹینشن (Detention) میں تھے۔ آئریبل ممبر جانتے ہیں آج ڈیٹینو (Detenus) کی تعداد (۳) ہے۔ یہ تین بھی سیاسی وجہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ کلکٹر اور ضلع کے ذمہ دار آفیسر نے یہ رائے ظاہر کی ہے اور ان کے عمل سے یہ محسوس کیا گیا کہ انہیں چند دنوں کے لیے پریونٹیو ڈیٹینشن ایکٹ (Preventive Detention Act) کے تحت نظر بند رکھا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ کئی لوگوں پر مقدمات ہیں۔ اس سے پہلے میں نے کہا ہے اور پرسنل (Personally) بھی میں نے بتایا ہے کہ انڈیویچل کیس (Individual Cases) کے بارے میں ہم سوچنے کیلئے تیار ہیں سوچتے ہیں۔ آئریبل ممبر جانتے ہیں کہ حکومت نے کئی مقدمات واپس لے لیے ہیں۔

میں حکومت نے یہ محسوس کیا کہ ان مقدمات میں محض مقدمہ بازی کے اور کچھ حاصل ہوگا (ہم نے کافی فیاضی سے کام لیا ہے ہم تو) (Live and let live) (ہم نے اس کے ہر پہلو پر غور کیا ہے۔)

جو کٹ موشنس آئے ہیں ان میں سے دو چار موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت ہیں۔ س بارے میں آنریبل ممبرس کی اسپیچس (Speeches) سننے کے بعد میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس بارے کسی قسم کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک دو باتیں کہہ دینا چاہتا ہوں۔ سنہ ۱۹۵۱ء سے سنٹرل موٹروہیکلس ایکٹ یہاں لاگو ہو گیا ہے۔ اس کے تحت جو اختیارات دئے گئے ہیں انہیں عمل میں لانے کے لئے ہر ضلع میں ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (Regional Transport-Authority) قائم کی گئی ہے اور سٹر میں ایک اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی (State Transport-Authority) بھی قائم کی گئی ہے۔ معلومات کے لئے میں صرف یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کہ چیپ من چیف سکرٹری ہوتے ہیں اس میں ریونیو سکرٹری، چیف انجینیر روڈس اینڈ بلڈنگس جنرل مینیجر ریلوے یا ان کے نمائندے، آر۔ ٹی۔ ڈی سپرنٹنڈنگ اور پولیس کے ڈی آئی۔ جی۔ پی شریک رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ (۲) نان آفیشلس (Non-official) بھی اس میں شریک رہتے ہیں۔ اسی طرح ریجنل ٹرانسپورٹ کے چیپ من کلکٹر ہوتے ہیں۔ انہیں اختیار دیا گیا گیا ہے کہ موٹر کو رجسٹر کریں، لائسنس دین اور ٹیکس (Taxes) وصول کریں۔ اس ایکٹ کے تحت یہ عمل ہوتا ہے۔ سوال صرف اس قدر پیدا ہوتا ہوتا ہے کہ یہ آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کی بسس نہیں ہیں چند پرائیویٹ کمپنیاں یا انڈیویڈیو (Individuals) کو موٹر لاریاں چلانے کے لئے لائسنس دئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے کا میٹیشن ہوتا ہے۔ چند درخواستیں منظور ہوتی ہیں اور چند نامعلوم ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جن کی درخواستیں نامعلوم ہوتی ہیں انہیں اس قسم کی شکایتیں بلا وجہ پیدا ہوتی ہیں۔ جو رولس گورنمنٹ نے بنائے ہیں انہی کے تحت درخواستیں منظور یا نامعلوم ہوتی ہیں اگر کوئی درخواست ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے نامعلوم ہو تو یہ موقع ہے کہ اس کی اپیل اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے پاس پیش کی جائے۔ خاص صورتوں میں حکومت کے پاس بھی اپیل کی جاسکتی ہے۔ ان کی ضرورت شوائی ہوئی ہے۔ کوشش اس بات کی کی جاتی ہے کہ ریلوے اور موٹر ٹرانسپورٹ میں کسی طریقہ سے تصادم ہو کلاسز آف انٹرسٹس (Classes of interests) ہو گئیں کہ اس کا میٹیشن کی وجہ سے پورے دھندے کو نقصان پہنچنے کا خوف ہوتا ہے۔ نا کام ہونے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ساتھ نا انصافی کی گئی ہے۔ لیکن اس کے لئے اپیل کی گنجائش ہے، جو مناسب راستہ ہے۔ کہا گیا کہ پرہیزی میں کچھ گڑبڑ ہوتی ہے۔ لیکن میرے پاس ایسی کوئی شکایت یا اپیل نہیں آئی۔ البتہ محبوب نگر سے دو چار اپیلیں ضروری آئی ہیں جواب زیر شتوائی ہیں۔

دوسری بات اس سے متعلق نہیں، لیکن اس بارے میں سوشلس بٹشس کیا گیا ہے۔ اگرچہ کہ کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا میں اس بارے میں بھی کچھ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں۔ یہ ٹیکس کے بارے میں ہے۔ ہمارے موٹر وہیکلس ٹیکس دوسرے ریاستوں کے ٹیکس کے مقابلہ میں کم ہیں۔ ہمارے پاس سالانہ (۱۶) روپیئے بطور ٹیکس لئے جاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مدراس اور بمبئی میں ۶۴ اور ۶۶ روپیئے لئے جاتے ہیں۔ اس کا علم ہو جانے پر میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل ممبرس کو اس رنات میں ٹیکس زیادہ ہونے کی شکایت نہ رہیگی۔

آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کے بارے میں یہ کہنا غلط ہے کہ اس کی آمدنی گھٹ رہی ہے اور ہمیں کھانا ہوتا جا رہا ہے۔ میں اس بارے میں کچھ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں۔۔۔ شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا آنریبل منسٹر اسکی وضاحت کرینگے کہ اگرچہ کہ آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کارپوریشن نہیں ہے لیکن اسکے حسابات کی تفصیل بجٹ میں نہیں بتلائی گئی ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ وہ کارپوریشن بننے کے راستے پر ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ لیکن بننے تک تو حسابات پیش ہونے چاہئیں۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ آنریبل فنانس منسٹر جواب دینگے کہ اسکو بجٹ میں کیوں شریک نہیں کیا گیا ہے۔ میں آنریبل ممبرس کی اطلاع کیلئے ہاؤس کے سامنے اسکی گراس ارننگس (Gross Earnings) پیش کر رہا ہوں۔

سنہ	۱۹۴۹-۵۰ ع	گراس ارننگ	۲۰۰ لاکھ
،،	۱۹۵۰-۵۱ ع	،،	۲۳۵
،،	۱۹۵۱-۵۲ ع	،،	۲۳۷
،،	۱۹۵۲-۵۳ ع	،،	۲۶۴

اس کے تفاوت میں اخراجات میں اضافہ کا اثر بھی شریک ہے۔ اخراجات آج پہلے کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔ یہ چیز قابل لحاظ ہے۔ آنریبل ممبرس کو یاد ہوگا کہ ہماری حکومت کو وجود میں آنے کے بعد آر۔ ٹی۔ ڈی کے ملازمین نے اسٹرائیک نوٹس دی تھی جس پر آپس میں سمجھوتہ بھی ہوا۔ پے کمیشن (Pay Commission) نے تجویزات کی تھیں اس کے لحاظ سے تصفیہ کر کے ویجس (Wages) دئے گئے اور سیلیریز میں اضافہ ہوا۔ اسکے نتیجہ کے طور پر خرچ میں کافی اضافہ ہوا۔ اسکے ساتھ آئیل اور ڈیزل آئیل کی قیمتوں میں بھی کافی اضافہ ہوا۔ اسپیر پارٹس (Spare Parts) کی قیمتیں بھی بڑھیں۔ گراس انکم (Gross Income) میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اخراجات میں بھی اضافہ ہوا۔ اور یوں بھی سنہ ۱۹۵۱ ع ٹرانسپورٹ کے لحاظ سے ایک بوم پیریڈ (Boom Period) مانا جاتا ہے۔ اس سال حیدرآباد میں بھی

دوسرے مقامات کی آمدنیوں میں بھی کمی ہوئی ہے۔ میں لاسٹ انریل سے تین مہینے کے فیگرس (Figures) پیش کرتا ہوں۔ یو۔ پی۔ میں ۱ اپریل میں ۱۲ فیصد کمی ہوئی، مئی میں ۷ فیصد اور جون میں ۲۰ فیصد۔ اسی طرح بمبئی روڈ ٹرانسپورٹ میں اپریل میں ۱۰ فیصد، مئی میں ۶ فیصد اور جون میں ۸ فیصد کمی ہوئی۔ حیدر آباد میں اپریل میں ۶ فیصد، مئی میں ۷ فیصد اور جون میں ۹ فیصد کمی ہوئی۔ ریلوے اور بسیس میں اس زمانے میں ہرجگہ آمدنی میں کمی ہوئی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ کچھ لیکج (Leakage) ہوتا ہے۔ اسے روکنا ضروری ہے۔ ہم نے اس کے لئے ایک تجربہ بھی کیا ہے۔ وہ یہ کہ پولس اور آر۔ ٹی۔ ڈی کے افسروں کے باہمی تعاون سے ۲ دسمبر سے ۹ دسمبر تک انٹینسیو چیک (Intensive Check) رکھا گیا جس سے ہماری آمدنی میں روزانہ (۲۶۰۰) روپیے اضافہ ہوا۔ اگر اس طرح لیکج کو روکا جائے تو آمدنی کافی بڑھ سکتی ہے۔ یہ ایک پروپوزل (Proposal) ہمارے پاس ہے۔ اس کے لئے پولس اور آر۔ ٹی۔ ڈی۔ میں فل کوآپریشن (Full Co-operation) اور کوآرڈینیشن (Co-ordination) کی ضرورت ہے۔ کئی خلاف ورزیاں ہوئی ہیں۔ ان پر انٹینسیو

چیک ہو سکتا ہے۔ ہمارے سامنے اس بارے میں پروپوزل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں عنقریب اس بارے میں فیصلہ بھی ہو جائیگا۔ روڈ ٹرانسپورٹ (Road Transport) اور موٹر ویکل (Motor Vehicle) وغیرہ کے سلسلہ میں کچھ بحثیں ہوئی ہیں اس سلسلہ میں (۲۱) لاکھ کا جو نقصان ہوا وہ صحیح ہے کہ کیا پٹل انوسٹمنٹ (Capital Investment) کی وجہ سے ہوا لیکن اس میں سے ہائے ویز فنڈ (Fund) High ways کے لئے بھی رقم دی گئی ہے جو نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ روڈ ٹرانسپورٹ کے ارننگس (Earnings) سے ہوگا لیکن اس تعلق سے جو اصل گھاٹا ہم کو ہوا وہ (۱۰) لاکھ سے زیادہ نہیں جو اضافہ معلوم ہو رہا ہے وہ ان اخراجات کی بنا پر ہوا ہے جو واجبی طور پر ہوئے ہیں۔ جوڈیشیری (Judiciary) کے بارے میں ایک دو مثالیں دی گئی ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ انصاف چپ (Cheap) ہونا چاہئے وغیرہ۔ پہلے تو ہم کو اس کے متعلق ہمیشہ کمپارایٹیو (Comparatively) سوچنا چاہئے۔ یہ بتلایا گیا کہ دوسرے پروونس کے مقابلہ میں ہمارے پاس سپینگی جوڈیشیری ہے۔ میں تو اس کو نہیں مانتا اور مجھے یقین ہے کہ آنریبل ممبرس آف دی ہاؤس بھی اس کو نہیں مانتے کہ خاص طور پر ہمارے یہاں ایسا عمل ہے۔ البتہ جہاں زیادہ اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے وہاں زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ایک آنریبل ممبر نے یہ سجیشن (Suggestion) دیا ہے کہ پنچایتوں کو مجسٹریل پاورس (Majesterial Powers) دینا چاہئے۔ گو انہوں نے ان ڈائریکٹلی (Indirectly) یہ بھی کہا کہ شائد ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہ پنچایتوں کو یہ اختیارات تفویض کئے جائیں۔ اگر ہم اس قسم کے اختیارات انہیں دیں تو ممکن ہے کہ اور الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو سسٹم (System) ہمارے پاس جاری ہے وہ ٹھیک ہے اور ہم طور پر جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا ہمارے جوڈیشیری کے ممبرس زیادہ اچھے

طور پر کام کر رہے ہیں۔ یہ بھی اعتراض کیا گیا کہ دوسرے اسٹیشن سے یہاں چیف جسٹس (Chief Justice) آئے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جوڈیشیری اب اس حکومت کے تابع نہیں ہے۔ بلکہ اب ہمارا ہائی کورٹ بھی سپریم کورٹ کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ چیف جسٹس کا اپائنٹمنٹ سپریم کورٹ کے منور سے پرنسپل آف انڈیا (President of India) کرتے ہیں۔ لہذا اس چیز کو ماحوظ رکھا جائے تو مناسب ہے۔ دوسری بات اس سلسلہ میں میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ جو چیف جسٹس اس وقت یہاں کام کر رہے ہیں ان سے حال ہی میں ملاقات کے دوران میں پتہ لگا کہ وہ انٹینسویو (Intensive) دورے کرتے ہیں۔ ہر منصفی میں جاتے ہیں، وہاں کی حالت دیکھتے ہیں اور ہدایتیں دیتے ہیں۔ جہاں پر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے تو ضروری کارروائی کرتے ہیں۔ یہ چیزیں میرے سامنے آئی ہیں۔ مجھے کافی اطمینان ہے کہ ان کی ماتحتی میں جوڈیشیری ڈپارٹمنٹ (Judiciary Dept.) کافی ترقی کریگا۔ اس کے پہلے ایک زمانہ میں نواب مرزا یار جنگ یہاں کے چیف جسٹس تھے۔ وہ کئی سال تک یہاں رہے۔ ان کے زمانے میں ہائی کورٹ ہائی کورٹ بن گیا تھا کیونکہ اس زمانے میں ہم میں سے کچھ لوگ بھی ہائی کورٹ میں کام کرتے تھے۔ وہ یو۔ پی۔ کے تھے اور حال ہی میں جو چیف جسٹس آئے ہیں وہ بھی یو۔ پی۔ کے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ایسا کوئی آرینجمنٹ (Arrangement) نہ ہو تو، جیسا کہ ملک کی جماعتیں سمجھتی ہیں ایسی کوئی بات پیدا ہو جاتی کہ آنریبل ممبرس اور پبلک دونوں کو بھی پچھتانا پڑتا۔ اس سلسلہ میں میں اس سے بڑھ کر کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ جو آرینجمنٹ ہوا ہے وہ ٹھیک ہوا ہے اور پبلک کی بھلائی کے لئے ہوا ہے۔

منصفیوں میں صوبائی زبان کی پالیسی کے تعلق سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو پالیسی معین کی گئی ہے وہ صاف صاف ہے۔ منصفی کی حد تک اردو یا ریجنل لینگویج جس کسی میں سہولت ہو دعویٰ داخل کر سکتے ہیں اور بیانات لئے جاسکتے ہیں۔ عملاً تو اس وقت اردو میں ہی کام ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے منصفین اور وکلاء صاحبان اردو زبان سے جتنی واقفیت رکھتے ہیں اتنی ریجنل لینگویجس (Regional Languages) میں مہارت نہیں رکھتے۔ ہائی کورٹ کی حد تک اگرچہ ایکچوئل (Actual) کام انگریزی میں ہونا چاہئے لیکن جو لوگ انگریزی میں بیان نہیں دے سکتے وہ اردو میں بیان دے سکتے ہیں۔ یہ لچک اس میں رکھی گئی ہے۔ موجودہ دور ایک عبوی دور ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ اس دور میں ہم کو کچھ چینجس (Changes) لانا ہے۔ لیکن یہ چینجس لازمی نہیں کہ اردو کو نکال کر انگریزی لائی جائے۔ البتہ جہاں ڈیکریز (Decrees) اور جج منٹ (Judgement) انگریزی میں دینے کی سہولت ہے یا نگرانی کے لحاظ سے جہاں انگریزی میں سہولت ہے وہاں انگریزی میں کام ہو رہا ہے۔ یہ سہولت بھی ہم نے رکھی ہے کہ جہاں اردو میں کام ہو رہا ہے وہاں اردو رکھی جائے۔ جو لوگ ریجنل لینگویجس میں درخواست یا اپیل دینا چاہتے ہیں وہ

ایسا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح کام ہو رہا ہے۔ اس سے ہتہ جایگا کہ بتدریج تہہ بلی آرہی ہے۔

جوڈیشیری کے تعلق سے ایک صاحب نے کہا کہ ایکزیکیٹیو (Executive) اس برادر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اون کا مشا یہ ہے کہ پولیس آفسر اس نے دائر کردہ مقدمات میں دباؤ ڈالتے ہیں تو میں کہوں گا کہ ہر فریق ایسا دباؤ ڈالتا ہے کہ جو وہ کہنا ہے وہ صحیح ہے۔ اس طرح کوشش ضرور کی جاتی ہے۔ لیکن اگر آئریبل کا یہ منشاء ہے کہ کوئی ایسا ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے تو میں اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں اور نہ ہی ہمارے ججس آج ایسا ناجائز دباؤ قبول کر رہے ہیں۔ اگر اس چیز کو شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ آفسر اس میں ملتے جلتے ہیں او۔ آپس میں کانفرنس کرتے ہیں تو مجھے تو اسکی اطلاع نہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ آپس میں ملکر بات چیت کریں اور اپنی اپنی دقتیں ایک دوسرے کے سامنے رکھیں۔ اگر اس کو شبہ کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ ناانصافی ہوگی۔

جیل کے بارے میں ایک دو امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ آئریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنے زمانے کی حالت کو یاد دلایا جائے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس زمانے کو بھول جائیں۔ اس وقت اگر آپ کو کوئی موقع جیل جانے کا ملے تو معلوم ہو جائیگا زمانہ بہت بدل گیا ہے۔

(Laughter)

اب وہ پرانی حالت نہیں رہی۔ ایک بات یہ بھی کہی گئی کہ حیلوں میں جو لوگ ہیں انہیں وکٹیمائز (Victimise) کیا جاتا ہے۔ مجھے عرض کرنا ہے کہ وکٹیمائزیشن وہ کرتے ہیں جن کے دل میں بدلہ لینے کی خواہش ہوتی ہے۔ سیاسی نقطہ نظر سے بھی اگر بدلہ لینے کی خواہش ہوتی تو وہ ہمارے دلوں میں ہوتی۔ جیلر یا ڈپٹی جیلر کے دلوں میں ایسی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ وہ اس جذبہ کے تحت کام نہیں کرتے۔ بلکہ جیل کے ڈسپلن (Jail Discipline) کو مینٹین (Maintain) کرنے کے لئے جو قواعد اور انتظامات ہیں اون کے لحاظ سے عمل کرتے ہیں۔ بعض لوگ قانون یا جیل کے ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو کسی ڈسپلن کو قبول نہیں کرتے۔ یہ کہنا کہ جیل والے قیدیوں کو ستاتے ہیں اور بدلہ لینے کی خواہش رکھتے ہیں یہ الزام درست نہیں ہے۔

بعض دوستوں نے کچھ لوگوں کے بارے میں یہ کہا کہ اون کی حالت اچھی نہیں، علاج ٹھیک نہیں ہو رہا ہے اور انہیں چھوڑ دینا چاہئے۔ آئریبل ممبرس جانتے ہیں کہ کچھ کیس ایسے ضرور ہمارے سامنے آئے تھے۔ میں نے ہمدردی کے ساتھ اون کے متعلق سوچا اور میں نے اور چیف جسٹس نے غور کر کے ایسے لوگوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی ایسے کیس جو انسانی ہمدردی کے محتاج ہیں اور اون کے بارے میں بھی رپریزنٹیشن (Representation) کیا جائے تو میں ان کیس پر بھی غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جیل کی انڈسٹریز (Industries) کے متعلق ہمارا یہ نظریہ نہیں کہ آمدنی حاصل ہو یا کرنی پرافٹ (Profit) کیا جائے۔ اس کا پہلا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو کچھ فن یا کوئی کام ایسا سکھایا جائے کہ جیل سے باہر جانے کے بعد ان کے لئے فائدہ مند بن سکے اور وہ کرنی کام کرسکیں۔ انڈسٹریز کے سلسلہ میں ہم کو کپٹل (Capital) لگانا پڑتا ہے۔ اس کے لئے رامیٹریل (Raw Material) حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت رامیٹریل جسے سوت وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے کام رکا ہوا ہے ان دقتوں کے پیش نظر ہم نے ایک سب کمیٹی (Sub-Committee) ان امور کی جانچ کے لئے بنائی جس میں نان آفیشیل واکرس (Non-Official Workers) جیسے رام کس جی دھوت، ودیانادھ وغیرہ، ہیں۔ اس کمیٹی میں کاٹیج انڈسٹریز (Cottage Industries) کے ڈپٹی ڈائریکٹر بھی ہیں۔ اس کی رپورٹ آنے سے بعد انڈسٹریز کو نئے سرے سے اور نئے طریقوں سے چلانے کے متعلق غور کیا جائیگا۔ یہ میں مانتا ہوں کہ جیل کی انڈسٹریز کچھ ٹھیک حالت میں نہیں ہیں۔ لیکن اس کمیٹی کے مفید مشوروں کی روشنی میں انڈسٹریز کو از سر نو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک پریپوزل (Proposal) یہ بھی ہے کہ ان کو کام کرنے کی ترغیب دی جائے اور اس کے لئے ویجس (Wages) رکھے جائیں تاکہ جب ان کی رہائی ہو جائے اس رقم سے اپنی زندگی ازر نو شروع کرسکیں۔ یہ چیزیں آج حکومت کے سامنے ہیں۔ میں اس سے بڑھ کر جیل ڈپارٹمنٹ کے بارے میں کہنا نہیں چاہتا۔ بہت سی رفاہی چیزیں وقتاً فوقتاً وہاں ہورہی ہیں۔ انہیں کھیل کود کے سامان سپلائی کیے جاتے ہیں۔ بڑھنے لکھنے کا سامان سپلائی کیا جاتا ہے۔ تعلیم کے سلسلہ میں کام کیا جا رہا ہے چنانچہ آپ نے اخباروں میں ان لوگوں کے ہندی امتحانات میں کامیابی کے متعلق خبریں پڑھی ہوں گی۔ انڈسٹریز کی طرف بھی ہم رجوع ہو رہے ہیں۔ کئی کام جیلوں میں ہو رہے ہیں۔ ہم یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ ان لوگوں کو کمیونٹی پراجیکٹس (Community Projects) اور دوسرے کاموں پر لگایا جائے اور ان کی رضامندی سے ایسے کاموں کے لئے بھیجا جائے تاکہ وہ اپنی زندگی بہتر طریقہ پر گزار سکیں۔ یہ تمام چیزیں آج حکومت کے سامنے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تھوڑے عرصہ میں یہ چیزیں تکمیل کو پہنچ جائیں گی۔

پولیس کے تعلق سے بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ اس کا پہلا پہلو اکائی (Economy) کے متعلق ہے۔ اس سلسلہ میں میں صرف ایک بات ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جہاں ایک ایفیشینٹ (Efficient) آدمی کام کرنے والا ہوتا ہے وہ چار کم ایفیشینٹ آدمیوں کا کام اکیلے کرتا ہے۔ چنانچہ ٹیکسٹائل انڈسٹریز (Textile Industries) میں اگر ہم جاپان انگلینڈ اور دوسرے ملکوں کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ وہاں کا ایک ایفیشینٹ لیبرر (Efficient Labourer) جتنا کام کرتا ہے اتنا کام ہمارے یہاں کے چار یا چھ آدمی کرتے ہیں۔

جہاں کام کرنے والے ایفیشینٹ آدمی ہوتے ہیں وہاں چار آدمی کا کام ایک آدمی انجام دے سکتا ہے۔ مثال کے طور پر جاپان جو کام ایک آدمی کرتا ہے ہمارے یہاں چار آدمی

کام چار آدمی کرتے ہیں۔ اگر ایک پولیس من (Police-man) ایشنٹ (Efficient) ہو اور فرض شناسی کے ساتھ کام انجام دے تو وہ چار پولیس من کا کام انجام دے سکتا ہے۔ لیکن یہ صورت یہاں نہیں ہے۔ اسلئے افیشینسی (Efficiency) کی نکیل کے لئے آدمیوں کی تعداد بڑھانی پڑی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں پولیس کی تعداد کو کافی زیادہ رکھنا پڑا۔ ہاؤس کو معلوم ہے کہ ایک زمانے میں ایکچوول (Actual) خرچہ چھ کروڑ سے بڑھ گیا تھا۔ جہاں اتنے بڑے اخراجات ہوں وہاں کارکردگی میں کمی کتنے بغیر خرچ کر گھٹانا نا ممکن ہو جاتا ہے۔ ان پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ دھیرے دھیرے افیشینسی کو گھٹائے بغیر کمی کی جائے جسکو ہاؤس نے بھی یہاں مان لیا ہے۔ لیکن وہ مزید کمی چاہتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ افیشینسی کو بڑھانے کے لئے انہیں ہر قسم کی سہولت دیں۔ انہیں ول پیڈ (Well-paid) ویل ہاؤزڈ (Well-housed) اور ویل لکڈ آفٹر (Well-looked after) بنایا جائے تاکہ وہ افیشینٹ (Efficient) ہوں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارا مالیہ اسکی اجازت نہیں دیتا اور وہ ال لکڈ آفٹر (Ill-looked after) ال ہاؤزڈ (Ill-housed) اور ان کیئرڈ فار (Uncared for) ہیں۔ ہمیں اس جانب توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نمبر میں کمی ہرق جا رہی ہے تو ہم پریشان نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پولس میں کی افیشینسی بڑھے، فرض شناسی بڑھے اور ہوسنگ کنڈیشن (Housing Condition) اچھا ہو۔ جیسا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن (Leader of the Opposition) نے کہا کہ ہمارے فورسیر کی تعداد تو زیادہ ہے۔ لیکن صرف (۳) ہزار مکانات ہیں جو بہت کم ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں ایک اسکیم طلب کی تھی۔ دو کروڑ کی اسکیم پیش ہوئی ہے۔ یہ کب ہوسکیگا اور کیسے ہوسکے گا معلوم نہیں۔ اگر ہم موبلائز (Mobilise) کرنا چاہتے ہیں تو ہوسنگ کنڈیشن کو ٹھیک کرنا ضروری ہے۔ انکے ایک جگہ رہنے سہنے کا انتظام کرنا ہوگا۔ اس طرح انکو ایک ساتھ رہنے میں ایک قسم کی ٹریننگ بھی حاصل ہوگی۔ ایک ٹریننگ سنٹر بیدر میں ہے جو چھوٹے درجے کے پولیس ملازمین کے لئے ہے اور غنبر بیٹھ میں افسروں کے لئے ہے جو ناکافی ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے سامنے ہے کہ حیدرآباد میں کانستبلوں کی ٹریننگ کے لئے ایک سنٹر کھولا جائے جیسا کہ بیدر میں ہے۔ لیکن مالی حالات کے مد نظر اسکی توقع نہیں کہ یہ جلد کیا جاسکے گا۔ البتہ انتہائی اچھے طریقوں کا امکان ہوسکتا ہے۔

اکثر آنریبل ممبرس نے پولیس کے عمل سے متعلق یہ کہا کہ جھوٹے مقدمات دائر کئے جاتے ہیں اور خاص کر اون لوگوں پر قائم کئے جاتے ہیں جو سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے ایک آنریبل ممبر سے اس سلسلہ میں کہا ہے کہ

Law must take its own course

معمول طور پر ایسا ہونا چاہئے۔ یہاں سیاسی پارٹیوں کے تعلق سے سوچنے کی ضرورت نہیں

ہے۔ ایک آنریبل ممبر نے شاعرانہ انداز میں نلگنڈے کے تعلق سے کہا۔ ممکن ہے کہ بعض جگہ ایسی باتیں ہوئی ہوں۔ جہاں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہوں جنکی وجہ سے کسی کو قابل گرفتاری تصور کیا گیا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ گرفتار کیا گیا ہو۔ یا کہیں ایسے واقعات ہوئے ہوں جو قابل دست اندازی پولیس نہ ہوں تو ہوسکتا ہے کہ کسی کو نظر انداز کیا گیا ہو۔ لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ پارٹیز کے تعلق سے غور کیا جائے۔ مسائل پر پارٹی کے تعلق سے غور نہیں کیا جانا۔ جرائم کا ارتکاب جن لوگوں کی جانب سے ہوتا ہے انکو گرفتار کیا جانا ہے اوس وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کون کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ معمولی آپسی جھگڑے ہوں تو ظاہر ہے کہ پولیس دست اندازی نہیں کر سکتی بجز اسکے کہ کوئی فساد اور ریڈنگ (Raiding) کی صورت نمودار ہو۔ یہ کہنا کہ پولس کسی پارٹی کے ساتھ سمجھوتہ کر کے کام کر رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ صحیح نہیں ہے۔ جو لوگ غنڈہ گردی کے عادی ہیں انکے خلاف بجز اسکے کہ دفعات (۱۰، ۵۰، ۱۰۰) کے تحت کارروائی کی جائے اون سے ضمانت و چلکہ لیا جائے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ نلگنڈہ ضلع میں (۳۰-۳۲) مقدمات خود کانگریس ورکرس کے خلاف چل رہے ہیں۔ جو آنریبل ممبرس یہ سمجھتے ہیں کہ پولس کانگریس پارٹی کے لوگ خلاف ورزی کریں تو انہیں گرفتار نہیں کرنی۔ انکو اپنے اس خیال کی اصلاح کرنی چاہئے۔ کانگریس پارٹی کے لوگوں پر بھی برابر مقدمات چلائے جاتے ہیں۔ اگر وہ خلاف ورزی کا ارتکاب کریں تو انہیں بھی برابر گرفتار کیا جانا ہے۔ کانگریس پارٹی کے بعض آنریبل ممبرس نے مجھ سے شکایت کی کہ کانگریس کے لوگوں پر بھی مقدمات چلائے جا رہے ہیں تو میں نے انہیں بھی یہ صاف جواب دیا کہ جو لوگ خلاف قانون اعال کے مرتکب ہونگے انکے خلاف برابر مقدمات چلائے جائینگے، خراہ وہ کانگریس سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی اور پارٹی سے۔ بعض آنریبل ممبرس نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ امپارشل کمیشن (Impartial Commission) مقررہ کیا جائے۔ میں اون سے پرزور الفاظ میں کہونگا کہ ہماری ہر عدالت اور ہر منصفی ایک امپارشل کمیشن ہے۔ اسکے متعلق کسی قسم کا شبہ کرنا حقیقت کے مغاثر ہے۔

شری ادھور اوپٹیل - اس کے لئے بھی ایک امپارشل کمیشن مقرر کیا جائے۔

شری دگمبر او بندو - میں نے کہا ہے کہ ہماری ہر منصفی ایک امپارشل کمیشن ہے۔

شری ادھور اوپٹیل - جن لوگوں کے خلاف جھوٹے مقدمات دائر کئے جاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ منصفی امپارشل کمیشن ہے یا نہیں۔

شری دگمبر او بندو - عدالتیں اگر کسی مقدمہ سے متعلق یہ تصفیہ کر دیں کہ

یہ جھوٹا مقدمہ ہے تو یقیناً ایسے پولس کے عہدہ دار جنہوں نے اس مقدمہ کو بنا کر پیش کیا ہے ڈسمس (Dismiss) کردئے جائینگے۔ محض یہ کہنا کہ فلاں

ممبر کیساں کامگار پارٹی کے ممبر ہیں، فلاں ممبر کمیونسٹ پارٹی کے ممبر ہیں محض

اس وجہ سے انکے خلاف مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں تو میں کہوں گا کہ یہ کوئی صحیح خیال نہیں ہے۔ ایسی گورنمنٹ کی پالیسی ہے نہ کانگریس پارٹی کی۔ کسی گورنمنٹ کا یہ رجحان نہیں ہو سکتا کہ وہ پارٹی بیس پر (Party Basis) مقدمات قائم کئے جائیں۔

شری ادھوراؤ پٹیل - پولیس کو ہدایت کیجئے کہ وہ صحیح مقدمات پیش کیا کرے۔

شری دگمبر راؤ بندو - مقدمات کو چالان کرنے سے پہلے قانونی مشورہ لیا جاتا ہے کہ روڈاد کے اعتبار سے کونسے چالان کئے جانے کے لائق ہیں اور کونسے نہیں۔ مقدمات کی صداقت کا کافی اطمینان کرنے کے بعد ہی مقدمات پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر جھوٹے مقدمات پیش کئے جاتے ہیں تو قانون کی رو سے اپیل کا حق دیا گیا ہے اور اس حق کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک اس شکایت کا تعلق ہے کہ سیاسی کارکنوں کے مکانوں میں مسروقہ سامان یا ہندوؤں رکھ دی جا کر انہیں گرفتار کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں ایک آنریبل ایم۔ پی نے رپریزنٹیشن (Representation) کیا تھا۔ میں نے اس بناء پر ڈی۔ ایس۔ پی کو حکم دیا کہ اسکی تحقیقات کریں۔ انکی رپورٹ وصول ہوئی۔ اسکے بعد میں نے یہ خیال کیا کہ یہ مقامی افسر ہیں۔ شاید اس طرح سے حائبدارانہ رپورٹ کرتے ہونگے۔ میں نے خاص طور پر مسٹر شیکھر کو جو اونچے درجے کے پولیس آفیسر ہیں، لائق ہیں، ڈپل گرانجویٹ ہیں۔ اور انکی قابلیت مسلمہ ہے ایسے افسر کو وہاں تحقیقات کے لئے بھیجا اونکی رپورٹ بھی یہی آئی۔ جب میں نانڈیڑ کے دورے پر گیا تو ڈی۔ ایس۔ پی۔ کے آفس کا معائنہ کیا۔ میں نے جو کاغذات وہاں دیکھے اونکی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ جھوٹے مقدمات نہیں ہیں بلکہ ٹھیک طور پر چلائے جا رہے ہیں۔ جہاں ایک آنریبل ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مقدمات جھوٹے ہیں دوسرے آنریبل ممبر یہ محسوس کرتے ہیں کہ واقعی مقدمات ایسے ہیں کہ چلائے جانے کے لائق ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ملزم مجھ سے ملے تو میں اس سے یہ کہوں گا کہ تمہاری بھلائی کے لئے یہی بہتر ہے کہ مقدمہ چلایا جائے تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے کہ واقعی تم مجرم نہیں ہو کیوں کہ تمہاری بے گناہی کو ثابت کرنے کے لئے یہی بہتر صورت ہے کہ تمہاری بے گناہی کی تصدیق عدالت سے ہو جائے اور یہ تصدیق ہو جائے کہ یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔

شری ادھوراؤ پٹیل - جھوٹے مقدمات چلانے کا بھی آنریبل مسٹر کو تجربہ ہے۔

شری دگمبر راؤ بندو - میں صاف صاف یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی ہرگز یہ پالیسی نہیں ہے کہ کانگریس پارٹی کو غنڈہ گردی کی اجازت دے اور دوسرے پارٹیوں کو بلا وجہ گرفتار کرے۔ اگر ایسا عمل اختیار کیا جائے تو خود کانگریس پارٹی کے حق میں برا ہوگا۔ اس میں برائیاں پیدا ہونے لگیں گی جسکو کونسی پارٹی پسند کرتی ہے؟ پارٹیوں کے تعلق سے غور کر کے مقدمات قائم کئے جائیں یہ پالیسی ہرگز نہیں

ہے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ میں ہاؤس کو صاف صاف سنا دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی قانون کی خلاف ورزی کرے تو بلا لحاظ اس کے کہ وہ کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائیگی اور ضرور کی جائیگی۔ برابر مقدمات چلائے جائیں گے۔ البتہ یہ نہیں ہو سکتا کہ فلان آدمی کمیونسٹ پارٹی سے تعلق رکھتا ہے لہذا اس پر مقدمہ چلایا جائے اور فلان آدمی کانگریس سے تعلق رکھتا ہے لہذا وہ سزا کا مستحق بھی ہے تو اس پر مقدمہ نہ چلایا جائے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے نہ کانگریس کی۔

شری آرٹھ کلا دیوی (آلر)۔ گوپ ریڈی کے بارے میں کیا کیا گیا ؟

شری ورکانتم کوپال ریڈی (میٹرچل)۔ غلط ہے۔ یہ واقعہ غلط ہے۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ عدالت اس کا تصفیہ کریگی۔ عدالت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

شری آرٹھ کلا دیوی۔ ڈی۔ ایس۔ پی۔۔۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ ڈی۔ ایس۔ پی۔ کو چھوڑے۔ عدالت پر تو آپکو بھروسہ

ہے۔ وہاں استغاثہ پیش کیجئے۔ آپکو استغاثہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ عدالت سے اس کا تصفیہ ہو جائیگا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میں نے آپ کا سرکیولر (Circular)

دیکھا ہے جس میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی پر مقدمات۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے ایسا کوئی سرکیولر جاری نہیں

کیا ہے۔ البتہ میرا جاری کیا ہوا سرکیولر یہ ہو سکتا ہے جیسا کہ میں نے ابھی بیان

کیا اور میں نے ڈی۔ ایس۔ پی اور کنکٹرس کی کانفرنس میں بھی یہی کہا تھا۔ میں نے

یہی ہدایت کی تھی اور اب بھی یہی کہتا ہوں کہ جو کوئی بھی خلاف قانون افعال کا

مرتب ہوگا اسکو گرفتار کیا جائیگا اور ضرور کیا جائیگا، خواہ اس کا تعلق کسی پارٹی

سے ہو کانگریس پارٹی سے ہو یا کمیونسٹ پارٹی سے یا کسی اور پارٹی سے۔ میں نے

ہدایت بھی یہی کی ہے کہ جو کوئی قانون کی خلاف ورزی کرے لا اینڈ آرڈر

(Law and Order) کے مینٹیننس (Maintenance) کے لئے اس

پر مقدمے چلائے جائیں، اس کا لحاظ نہ کیا جائے کہ وہ کمیونسٹ پارٹی سے تعلق رکھتا

ہے یا کانگریس پارٹی سے یا کسی اور پارٹی سے۔ میں چیلنج دیتا ہوں۔ اگر یہ بات

جھوٹ ثابت ہو جائے تو میں یہاں ایک منٹ بھی بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ یہ آپ پارٹی کو سپورٹ (Support)

دینے کے لئے کہہ رہے ہیں۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ انڈیویچول کیسز (Individual Cases)

اگر ایسے ہوں کہ کسی پولیس آفیسر نے کسی کے خلاف کچھ کارروائی کی ہو تو

ہے۔ لیکن جب ایسے معاملات عدالت میں آتے ہیں تو وہ یقیناً وہاں سے بری ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ کیس اس قابل ہوں۔

شری وی۔ ڈی۔ دتھپانڈے۔ پولیس کے سررشتہ کو آپ آڑ دے رہے ہیں۔ میں بھی ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ پولیس عدالت کی آڑ لیکر ظلم و ستم کر رہی ہے۔ ورنگل، عثمان آباد، نلگنڈہ وغیرہ میں ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ میں نے حکومت کی پالیسی کو سامنے رکھا ہے۔ اگر کوئی آفیسر غلطی کرتا ہے اور ڈسپلن کے خلاف کوئی حرکت کرتا ہے تو میں ضرور اس کی نسبت تحقیقات کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں تحقیقات کی جائے گی۔

شری مخدوم محی الدین ()۔ ہم نے کئی میمورنڈا (Memoranda) رکھے، جس پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں مبالغہ ہے اور یہ جھوٹ ہے۔

شری ادھور راؤ ٹیل۔ ایم۔ پیز۔ اور ایم۔ ایل۔ ایز۔ نے رپریزنٹ (Represent) کیا تھا۔ لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ تحقیقات کروائی جاتی ہیں۔ خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے۔ تحقیقات میں جن ملازمین کی خلاف ورزیاں ثابت ہوتی ہیں ان کے خلاف ڈیسی پیلنری ایکشن (Disciplinary Action) لیا جاتا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ اس سلسلے میں (۹) پرویشنری انسپکٹرس (Probationary Inspectors) کو ڈسچارج (Discharge) کیا گیا۔ (۶) سب انسپکٹرس ڈسپس کئے گئے۔ (۱۸۹) کو ڈی گریڈ (Degrade) کیا گیا۔ اسی طرح (۴۵) ہیڈ کانسٹبل سپنڈ (Suspend) کئے گئے۔ (۶۹) کا رینک ریڈیوس (Reduce) کر کے انہیں کانسٹبل بنا دیا گیا۔ اس طرح دو انسپکٹرس میں سے ایک کو ڈسچارج اور ایک کو ڈی گریڈ کیا گیا۔ بٹالینس میں تین اسسٹنٹ کمانڈنٹس اور ایک کمانڈنٹ کو ڈسچارج کیا گیا۔ اس طرح جن لوگوں کے بارے میں الزامات ہوتے ہیں ان کی نسبت تحقیقات کی جا کر یقیناً ضروری کارروائی کی جاتی ہے اور اسی درجے کے آفیسر کے بارے میں ایکس برانچ کو پابند کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آئریل چیف منسٹر صاحب نے بھی بتایا کہ کئی مقدمات ایکس برانچ میں تحقیقات پائے۔ الگ الگ ڈیپارٹمنٹس کے بارے میں کارروائیاں چلتی ہیں۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ اینٹی کورپشن برانچ (Anti-corruption Branch) آئی۔ جی۔ پی۔ یا کمی اور آفیسر کے ماتحت نہ ہو۔ اسکو وائٹ ہو۔ ڈپارٹمنٹ کے ماتحت لینے کی تجویز ہے۔ اس سلسلے میں ایک آئریل منسٹر نے جو سجیشن (Suggestion) رکھا وہ یقیناً قابل غور ہے۔ حکومت کے سامنے ایسی اسکیم پیش ہے۔ اس سلسلے میں کچھ

کوآپریشن کی بھی ضرورت ہے۔ محض کھدینے سے کہ رشوت خوری ہو رہی ہے اور رشوت کا بازار گرم ہے رشوت کم ہونے والی نہیں۔ ایسی کوئی ٹھوس تجویز سامنے لائیں جس پر یقیناً غور کیا جائیگا۔ عام الفاظ میں یہ کہا جاتا ہے بولیس بد ہے، بہت رشوت لیتی ہے اور بولیس میں بہت سی خرابیاں آگئیں ہیں۔ اس طرح کھدینے سے اچھائی پیدا ہونے والی نہیں۔ آنریبل ممبرس نے جو خرابیاں بیان کی ہیں انہیں میں جانتا ہوں اور ایسی چیزیں بھی جانتا ہوں جو آب کے سامنے نہیں آئی ہیں۔ ان میں سدھار کرنے کی ضرورت ہے۔ سدھار اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ سدھار کرنے کے جذبہ سے کام کیا جائے۔ کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں جو عدالت میں جاسکتے ہیں۔ انہیں عدالت کے لئے ہی چھوڑ دینا چاہئے۔ البتہ جن کیس میں شہادتیں نہوں اور ہم نے یہ محسوس کیا کہ اس کیس میں محض فریقین بریشان ہونے کے سوا کچھ حاصل نہوگا تو ہم نے ایسے کیس شروع ہی نہیں کئے۔ چنانچہ الٹ میں ایک مقدمہ چل رہا تھا۔ واقعات بہت سنگین تھے۔ لیکن شہادتوں کو دیکھنے کے بعد ہمارے آفیسر اور ایڈوکیٹ کی یہ رائے ظاہر ہوئی کہ اس سے نتیجہ کچھ بھی نہ نکلیگا۔ پہلی سماعت کے بعد دوسری سماعت میں تو شہادتیں اور خراب ہوتی گئیں۔ چنانچہ اس کیس کو وٹہ ڈرا (Withdraw) کر لیا گیا۔ نلگنڈہ کے کئی کیس وٹہ ڈرا کئے گئے۔ جسکا ذکر میں نے پہلے بھی کیا ہے۔

شری کٹارام ریڈی - لیکن اس میں سے بہت سے پر قائم بھی ہو گئے ہیں۔

شری دگمبر راؤ بندو - یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے جب تک کہ واقعات کا چکر

چلتا رہے۔

آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے پولیٹیکل آمنسٹی (Political Amnesty) کے بارے میں کہا۔ میرے ایک دوست اس سلسلے میں مجھ سے ملنے بھی آئے تھے ان سے بھی میں نے کہا۔ ایسا تو نہیں ہے کہ کسی کو محض پولیٹیکل ریژنس سے (Political Reasons) کی بنا پر قید میں رکھا گیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی شخص کو محض اس کے کمیونسٹ پارٹی کے رکن ہونے کی وجہ سے قید کیا گیا ہے۔ اگر ایسے کوئی کیس تھے تو انہیں ریلیز (Release) کر دیا گیا ہے۔ ہاں کچھ لوگ ایسے ہو سکتے ہیں جن پر حکومت کے خلاف پرجار کرنے کے الزام میں یا پریپریشن آف وار گینسٹ دی گورنمنٹ (Preparation of war against the Govt.) کے الزام میں یا بغاوت کرنے کے الزام میں انڈین پنل کوڈ (Indian Penal Code) کے تحت پکڑا گیا ہے۔ لیکن محض کسی خاص پارٹی سے تعلق رکھنے کی بنا پر کسی کو قید نہیں رکھا گیا ہے۔ اور نہ انڈین انڈپنڈنس (Indian Independence) کے بعد ایسا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ میں نے ان لوگوں کی کارروائیوں کو دیکھا ہے جو قید میں ہیں۔ مجھے مثل میں قتل ڈاکہ اور ایسے ہی جرائم کے سوا کوئی ایسا پتہ نہیں چلا جس سے یہ معلوم ہو کہ کسی پارٹی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے انہیں قید میں رکھا گیا ہے۔ ایسی صورت میں میں پوچھتا ہوں کس معیار پر یہ کہا جاسکتا ہے

کہ وہ سیاسی قیدی ہیں۔ جن کیس میں پھانسی کی سزا ہوئی تھی انہیں ۲۰۔۲۰ سال کی سزائے قید میں تبدیل کیا گیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہمارے سامنے کوئی پراکٹیکل (Practical) اور ریزن ایبل سجیشن (Reasonable Suggestion) ہے۔ اگر ایسا کوئی سجیشن ہے تو میں یقیناً اس پر سوچنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ آرمد اسٹرگل (Armed Struggle) اور کمیونسٹ پارٹی کے اندولن کو جسٹی فائی (Justify) کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے اس اسٹرگل کی الگ صورت ہو۔ لیکن انڈیا کے انڈپنڈنس کے بعد اور پارلور گورنمنٹ انڈیا میں وجود میں آنے کے بعد اسی حکومت کے خلاف اسٹرگل جاری رکھنا یقیناً ایک بغاوت تھی۔ اگر ایک طرف سے چیلنج دیا جاتا ہے تو دوسری طرف سے بھی چیلنج دیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی کمیشن اس کے لئے آتا ہے تو آنے دیجئے۔ میں یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ گورنمنٹ کے خلاف ایک بغاوت تھی۔ اس طرح بھین کی جاتی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ بجٹ میں فیکرس عمداً کم رکھے گئے ہیں اور عوام کو دھوکہ دیکر بعد میں ان فیکرس کو بڑھا لیا جائیگا۔ یہ دھوکہ دہی کی بات ہر جانب سے کہی جاسکتی ہے۔ یہ بھی کیا گیا کہ اس پارٹی کے پاس جتنے آرس تھے اس نے ان کو واپس کر دیا ہے۔ لیکن کم از کم میں اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ پورے آرس سرنڈر (Surrender) ہوئے ہیں۔ حقیقی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے جس کا ذکر آنریبل ہوم منسٹر سنٹرل گورنمنٹ نے پارلیمنٹ میں کیا ہے۔ ایسی صورت میں ہٹالینس کم کیجئے کا مطالبہ میں بوجھتا ہوں کہ کس حد تک درست ہوگا؟ ان کی کمی سے امن و امان کا کیا حال ہوگا۔ ان ہٹالینس کے ہاؤسنگ کا مسئلہ اب حالت یہ ہے کہ کون کہاں رہتا ہے پتہ نہیں چلتا۔ ضرورت پر یہ (ہ) منٹ میں جمع نہیں کئے جاسکتے۔ چنانچہ حال ہی میں جب تک کہ ایچ۔ ایس۔ آر۔ پی۔ کا ایک ہٹالین نہ آیا ہم کرفیو نافذ نہ کر سکیں۔ اس لئے ہم امن و امان کی خاطر احتیاط سے چلنا چاہتے ہیں۔ ہم خود اخراجات میں کمی چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ پولیس کی سدھار کا بھی مسئلہ ہے۔ یہ سب باتیں پتدریج ہوتی جائیں گی۔ محض مخالفت امپرٹ بین ان چیزوں کو سوچنے سے کام نہیں چلیگا۔ جو چیزیں ضروری معلوم ہوئیں وہ میں نے ہاؤس کے سامنے رکھی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے ڈیمانڈس کو ریڈیوس (Reduce) کرنے کے لئے موشنس پیش کئے ہیں وہ واپس لے لینے اور میرے ڈیمانڈس منظور کئے جائیں گے۔

(Cheers)

DEMAND No. 7 (HEAD OF ACCOUNT 12)—CHARGES ON ACCOUNT OF MOTOR VEHICLES ACTS—Rs. 15,42,000

FUNCTIONING OF ROAD TRANSPORT DEPARTMENT

Shri V.D. Deshpande: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

758 13th March, 1953. *General Budget—Demands for Grants*

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

POLICY OF THE GOVERNMENT IN RESPECT OF ROAD PERMITS

Shri Shamrao Naik : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF STATE TRANSPORT AUTHORITY

Shri Ankush Rao Ghare : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The Question is :

“That the grant under Demand No. 7 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

DEMAND No. 16 (HEAD OF ACCOUNT 27)—ADMINISTRATION OF JUSTICE—Rs. 42,41,800

ADMINISTRATION OF JUSTICE IN THE STATE

Feasibility of introducing the regional Languages in Courts.

Shri G. Sriramulu : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

Shri K. Ananth Ram Rao : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

THE WORKING OF DISTRICT COURTS

Shri Katta Ram Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND No. 17 (HEAD OF ACCOUNT No. 28)—JAILS & CONVICT STATEMENTS—Rs. 26,26,000.

CONDITIONS OF PRISONERS

Shri Magdoom Mohiuddin : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

VICTIMISATION OF PRISONERS

Shri Arutla Laxmi Narsimha Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion wasm by leave of the House, withdrawn.

POLICY OF REMISSION OF THE PERIOD OF CONVICTION TO THE PRISONERS

Shri K. Venkat Rama Rao : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 17 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

FUNCTIONING OF JAIL ADMINISTRATION

Shri V. D. Deshpande: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 18 (HEAD OF ACCOUNT 29)—POLICE
Rs. 3,38,57,000

ECONOMY IN POLICE EXPENDITURE

Shri V. D. Deshpande : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the Demand under Grant No. 18 be reduced by Rs. 75,00,000.”

The Motion was negatived

POLICY OF RECRUITMENT AND TRAINING IN THE POLICE DEPARTMENT

Shri K. Papa Reddy : This may be put to Vote.

760 13th March, 1953. General Budget—Demands for Grants

Mr. Speaker : The question is :

“That the Demand under Grant No. 18 be reduced by Rs. 38,57,000.”

The Motion was negatived.

POLICE EXCESSES IN THE CITY OF HYDERABAD

Shri Abdul Rahman : I beg leave of the House to withdraw. my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

POLICE EXCESSES AND REPRESSION IN BHIR DISTRICT

Shri Ram Rao Aurgaonkar : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the Grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

POLICE EXCESSES IN HUZURNAGAR TALUQA NALGONDA DISTRICT

Police excesses in Huzurnagar taluk. Nalgonda district.

Shri Maqdoom Mohiuddin : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the Demand under Grant No. 18 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

POLICE EXCESSES AND REPRESSION IN WARANGAL DISTRICT

شری کے - ایل - نرسمہا راؤ - میرا کٹ موشن ورنگل ضلع میں پولیس کے مظالم کے خلاف تھا - لیکن مجھے اس پر کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا گیا اور نہ اس کا جواب دیا گیا - اس لئے میں اس کو ووٹ پر رکھنا چاہتا ہوں -

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

LARGE SCALE CORRUPTION IN DISTRICT POLICE ADMINISTRATION

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی - کل مجھے برب کرنے کا موقع نہیں ملا آج بھی موقع نہیں دیا گیا ۔ آدھ گھنٹہ اور زیادہ دیا جاتا تو اچھا تھا ۔ ہم روزانہ ساڑھے بارہ روپیہ لیتے ہیں ۔ آدھ گھنٹہ اور بیٹھ سکتے تھے ۔

مسٹر اسپیکر - آپ اس کو ووٹ کے لئے رکھنا چاہتے ہیں یا کیا ؟

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی - میں وٹہ ڈرا (Withdraw) کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔

The Motion was, by leave of the House withdrawn.

WORKING OF SUBORDINATE OFFICES

Shri Bhagwanrao Boralkar : I beg leave of the House to withdraw my motion.

The Motion was, by leave of the house withdrawn.

ECONOMY IN SPECIAL POLICE

Shri K. Venkat Rama Rao : I beg leave of the House to withdraw my motion.

The Motion was, by leave of the house withdrawn.

WORKING OF CRIMINAL INVESTIGATION DEPARTMENT WITH PARTICULAR REFERENCE TO DISTRICTS

Shri Uddhav Rao Patil : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

WORKING OF CRIMINAL INVESTIGATION DEPARTMENT

Shri Ankush Rao Ghare : I beg leave of the House to withdraw my motion.

The Motion was, by leave of the House withdrawn.

WORKING OF VILLAGE POLICE ADMINISTRATION

Shri Uppala Malchur : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was by leave of the house withdrawn.

REPATRIATION OF OUTSIDE POLICE PERSONNEL

Shri A. Raj Reddy : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

POLICE EXCESSES AND REPRESSION

Shri V. D. Deshpande : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

POLICE EXCESSES IN NALGONDA DISTRICT

Shri K. Ramachandra Reddy : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Re. 1.”

The Motion was negatived.

MAL-PRACTICES AND CORRUPTION PREVAILING IN POLICE DEPARTMENT

Shri Vishwas Rao Patil : This may be put to Vote.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 18 be reduced by Re. 1.”

The Motion was negatived.

Mr. Speaker : Now I shall put all the Demands to vote.

The question is :

“ That a sum not exceeding Rs. 4,24,37,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demands Nos. 7, 17, 18, 62 and 16.”

The Motion was adopted.

(Under the direction of the Speaker the following Demands as approved by has House are reproduced below E.D.)

DEMAND No. 7

“ That a sum not exceeding Rs. 15,42,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 7. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND No. 17

“ That a sum not exceeding Rs. 26,26,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 17. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND No. 18

“ That a sum not exceeding Rs. 3,38,57,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 18. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND No. 62

“ That a sum not exceeding Rs. 1,71,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 62. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND No. 16

“ That a sum not exceeding Rs. 42,41,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges which will come in course of payment for the year ending the 31st day of March, 1954, in respect of Demand No. 16. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

BUSINESS OF THE HOUSE

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے :- ڈیمانڈس نمبر ۱۶، ۱۸ وغیرہ کے سلسلہ میں آفس سے ہم کو کہا گیا کہ کل تک اس پرکٹ موشنس پیش کئے جائیں - ہمارے لئے یہ نا ممکن ہے کہ کل تک پیش کرسکیں - چھٹیوں میں ان کو رسیو (Receive) کرنے کا انتظام کیا جائے۔

Mr. Speaker : Under the rules you have to give two days clear notice. You have to file the motions by the 16th.

Shri V. D. Deshpande : But it happens to be a holiday and we cannot do anything about it. The rules should suit the Members and arrangements should be made to receive the motions in the holidays.

Mr. Speaker : Some members of the staff will be in the office between 2 and 3 p.m. during the three holidays and receive the motions for reducing the allotments.

We now adjourn till 8-30 a.m. tomorrow.

[The House then adjourned till Half Past Eight of the Clock on Saturday the 14th March, 1953.]